ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

تار کا پتہ الفضل قادیان

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر - غلام نبی

فی پرچہ

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ... بیرون ہند ...

نمبر ۱۲۲ | مورخہ ۲۱ اپریل سنہ ۱۹۳۱ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح علیہ السلام

بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ایک رات انبالہ اور ایک دن رات ڈیرہ دون میں قیام فرمانے کے بعد مع خدام بخیر و عافیت منصوری پہنچ گئے ہیں۔

۱۷ اپریل مولانا مولوی شیر علی صاحب چند روز کے لئے اپنے وطن تشریف لے گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق آپ نے قائم مقام امیر مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو مقرر فرمایا۔

جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری بی۔ اے پریذیڈنٹ لوکل کمیٹی قادیان نے ۱۷ اپریل بعد نماز مغرب محلہ دار الفضل کی مسجد میں ایک تقریر کی۔ جس میں اصلاح نفس کی طرف احباب کو توجہ دلائی۔

لارڈ اروِن کے نام حضرت امام جماعت احمدیہ کا مکتوب اور اس کا جواب

تحفہ اروِن کے ساتھ حسب ذیل مکتوب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی طرف سے لارڈ اروِن کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا:۔

جیسا کہ یور ایکسیلنسی کو قبل ازیں اطلاع دی جا چکی ہے۔ ہندوستان کیلئے یور ایکسیلنسی کی شاندار خدمات کے اعتراف نیز انکی یاد کو تازہ رکھنے کیلئے میں نے ایک مختصر سی کتاب لکھی ہے۔ اور میں چوہدری فتح محمد خان ایم اے۔ چوہدری ظفر اللہ خان بار ایٹ لاء۔ ایم ایل سی اور مولوی عبد الرحیم درد ایم اے پر مشتمل ایک وفد کو اس غرض سے بھیج رہا ہوں کہ ہندوستان سے روانگی سے پیشتر میری نیز جماعت احمدیہ کی طرف سے یہ کتاب یور ایکسیلنسی کے پیش کرے۔

اس کتاب میں اپنے جذبات کا اظہار کرنے کے علاوہ میں اس مکتوب کے ذریعہ بھی یور ایکسیلنسی کو الوداع کہتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کے مستقبل کو ماضی سے بھی زیادہ شاندار اور بابرکت بنائے۔

مجھے اس امر کا افسوس ہے کہ میں ذاتی طور پر یور ایکسیلنسی کو الوداع نہ کہہ سکا۔

لارڈ اروِن کا جواب

جناب محترم!

آپ نے نہایت مہربانی سے مجھے جو کتاب بھجوائی ہے اور جو یور ہولی نس کے نمائندہ وفد نے کل مجھے دی ہے نیز اس خوبصورت کاسکٹ کیلئے جس میں کتاب رکھی ہوئی تھی میں آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہاں تمام کاسکٹوں کے جو میں نے آج تک دیکھے ہیں بے نظیر ہے اور جماعت احمدیہ کے ممبروں کے ساتھ مختلف مواقع پر میری جو ملاقاتیں ہوتی رہی ہیں یہ کاسکٹ ان کیلئے ایک خوشگوار یادگار کا کام دیگا۔ یہ امر میرے لئے بجد دلچسپی کا باعث ہے کہ آپکے قریباً دس ہزار پیرووں نے اس خوبصورت تحفہ کی تیاری میں حصہ لیا ہے۔

اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں آپکو خدا حافظ کہتا ہوں۔ آپ یقین رکھیں کہ ہندوستان سے جانے کے بعد آپکی جماعت سے میری دلچسپی اور ہمدردی کا سلسلہ منقطع نہ ہوگا۔ بلکہ بدستور جاری رہیگا اور میری ہمیشہ یہ آرزو رہیگی کہ مسرت و خوشحالی پوری طرح آپ نیز آپکے متبعین کے شامل حال رہے۔

اخبار احمدیہ

قائم مقام امیر جماعت احمدیہ لاہور

جماعت احمدیہ لاہور کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور کو چوہدری ظفر اللہ خانصاحب بیرسٹرایٹ لار کی جگہ قائم مقام امیر مقرر فرمایا ہے۔

ایک خاتون کی بیعت

شیخ غلام حسن صاحب احمدی آف ڈیرہ اسماعیل خان کی اہلیہ غلام زہرہ صاحبہ بنت مولوی محمد عبد اللہ صاحب بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو چکی ہیں۔ خاتون موصوفہ نے اسوقت بیعت کی ہے جبکہ ان کے خاوند شیخ غلام حسن صاحب رشتہ داروں کی سخت آزار دہی اور مخالفت کی وجہ سے وطن چھوڑ کر قریباً چار سال سے بے خانماں پھر رہے ہیں۔ اور گھر کے آٹھ افراد کی پرورش کا بار ان کے سر پر ہے۔ احباب دعا کریں۔ خدا تعالیٰ خاتون موصوفہ کو استقامت دے۔ اور انکی تکالیف دور فرمائے۔

خاکسار محمد حسین خان از سکھر

اعلان

میں بقائمی ہوش و حواس اعلان کرتا ہوں کہ میں نے اپنا مکان واقعہ گلی احمد نور صاحب و پیر منظور محمد صاحب۔ جو گلی کے مشرق کی طرف ڈھاب تک ہے۔ اپنے بچوں محمد اسحٰق۔ محمد اسمٰعیل۔ محمد یوسف اور عائشہ بی بی کو معہ انکی والدہ کے اپنی زندگی میں دیدیا ہے۔ تاکہ انکی قادیان سے وابستگی اور رہائش کا ذریعہ ہو۔ یہ مکان حصص شرعی کے مطابق انمیں تقسیم ہوگا۔

خاکسار قطب الدین حکیم۔ قادیان۔

درخواست ہائے دعا

(۱) میرے برادر عزیز چوہدری غلام احمد صاحب امسال امتحان ایم اے اکانومیکس میں شامل ہو رہے ہیں۔ انکی کامیابی کے لئے تمام بزرگان و برادران ملت سے دعا کی التجا ہے۔ خاکسار فضل احمد ایم اے ڈی بی....

(۲) میرے استاد مکرم چوہدری بلند خانصاحب۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک سے احمدی ہیں اور ہمارے گاؤں میں سب سے پہلے احمدی ہیں عرصہ قریباً آٹھ ماہ سے بیمار چلے آتے ہیں احباب انکی صحت کے لئے دعا کریں۔ خاکسار تاج الدین لائلپوری (مولوی فاضل)

اعلان نکاح

(۱) مسماۃ آمنہ بیگم بنت سید محمد اشرف صاحب ساکن قادیان کا نکاح بابو عبد الحمید صاحب ولد مولوی عمر الدین صاحب سے بعوض دو ہزار روپیہ مہر پر ۸ر اپریل ۱۹۳۱ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے مسجد مبارک میں پڑھا۔ ناظر امور عامہ

(۲) ۱۵ر اپریل ۱۹۳۱ء حسن محمد صاحب احمدی سکنہ چکریاں ضلع گجرات کا نکاح اسلام بیگم بنت منشی عبد الکریم صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ فتحپور

کے ساتھ سید محمد شاہ صاحب امام جماعت فتحپور ضلع گجرات نے دو صد روپیہ مہر پر پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت بنائے۔ اس تقریب پر پانچ روپیہ شادی فنڈ اور ایک روپیہ الفضل فنڈ میں دیا گیا۔ خاکسار مرزا محمد حسین از فتحپور

(۳) میاں محمد ابراہیم صاحب ملتان کا نکاح حکیم مولوی عبد الرحمان صاحب کاغانی کی لڑکی امۃ الکریم سے بعوض ایک ہزار روپیہ مہر بتاریخ ۱۱ر اپریل ۱۹۳۱ء مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فریقین کے لئے یہ تعلق مبارک کرے۔

دعائے مغفرت

میرے بڑے بھائی خواجہ لقا محمد صاحب احمدی لاہور میں ۱۷ر مارچ ۱۹۳۱ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ مرحوم اپنے پیچھے چار لڑکیاں اور دو لڑکے اور ایک بیوہ چھوڑ گئے ہیں۔ بچے ابھی چھوٹے ہیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار گلزار محمد آگرہ

(۲) قاضی محمد نذیر صاحب مولوی فاضل کا چھوٹا بھائی نصیر احمد عمر ۹ سال اپنے وطن کورووال ضلع سیالکوٹ میں ایک اجباہ کی زمین دوز نالی میں ڈوب کر فوت ہو گیا۔ احباب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور والدین و دیگر لواحقین کے لئے صبر جمیل کی دعا فرماویں۔ خاکسار عبد القادر خان ...

(۳) مسماۃ جھنڈی خادمہ حضرت ام المومنین ۸ر اپریل ۱۹۳۱ء قبل از دوپہر انتقال کر گئیں مرحومہ ۱۹۰۶ء سے حضرت ام المومنین کی خدمت میں تھیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جنازہ پڑھائی۔ اور مقبرہ بہشتی میں حسب وصیت دفن ہوئیں۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ خاکسار علی احمد قادیان

قبول اسلام

مسماۃ ماڈو بنت ساون قوم چمار ساکن ڈھاکی بھاسنگھ تھانہ پٹھانکوٹ ۱۳ر اپریل برضا و رغبت خود مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوئی۔ ناظر امور عامہ۔ قادیان۔

گاندھی جی

(از شیخ بشیر احمد خان صاحب لاہور)

صاف گوئی نہیں اس شوخ کا شیوہ افسوس!
یہ گھلاوٹ۔ یہ ملاوٹ۔ یہ تسلی۔ یہ لگاؤ۔
رنگ لائے نہ طبیعت کا تلون اسکی
پیر گوسالہ پرستاں کی بلند آہنگی
ترا ظاہر۔ ترا باطن نہ کبھی یکساں ہوا

ہے وہ دلدادہ تعقید۔ خدا خیر کرے
ہے مرے قتل کی تمہید۔ خدا خیر کرے
ہو نہ پھر ظلم کی تجدید۔ خدا خیر کرے
میری قسمت کی ہے تنقید۔ خدا خیر کرے
ہے تری پیار میں تہدید خدا خیر کرے

قوم پرست مسلم سے

سنت ختم رسل ترک ہوئی جاتی ہے
صدقہ وارفتہ مزاجی کے تری اے مسلم!

رسم مغرب کی ہے تقلید۔ خدا خیر کرے
سخت خطرہ میں ہے توحید۔ خدا خیر کرے

صوبہ بہار کی احمدیہ کانفرنس کی قراردادیں

احمدیہ پراونشل کانفرنس صوبہ بہار بصدارت مولانا عبد الماجد صاحب بتاریخ ۱۲ و ۱۳ر اپریل منعقد ہوئی۔ جس میں مختلف سکرٹریوں نے اپنے اپنے صیغوں کی رپورٹیں اور جنرل سکرٹری صاحب نے کانفرنس کی سالانہ رپورٹ پیش کی۔ بعدہ ۳۲-۱۹۳۱ء کے لئے مفصلہ ذیل حضرات عہدیدار مقرر ہوئے:-

صدر۔ حضرت مولانا عبد الماجد صاحب
نائب صدر۔ مولوی حکیم خلیل احمد صاحب
جنرل سکرٹری و سکرٹری مال۔ مولوی سمیع احمد صاحب وکیل
سکرٹری تبلیغ۔ مولوی علی احمد صاحب پروفیسر
سکرٹری تعلیم و تربیت و سکرٹری امور عامہ۔ سید ارادت حسین صاحب ریلیف آفیسر
آڈیٹر۔ مولوی عبد الباسط صاحب بی۔ اے۔

حسب ذیل قراردادیں پاس ہوئیں:-

(۱) یہ کانفرنس ممبران پراونشل انجمن ہذا سے عموماً اور ممبران مجلس معتمدین سے خصوصاً درخواست کرتی ہے کہ تمباکو کا استعمال جس صورت سے ممکن ہو ترک کر دیں۔

(۲) مسلمانوں کے تحفظ حقوق اور انکے مذہب اور جان و مال کی حفاظت کے لئے تنظیم مسلم کی کوشش کریں۔ اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر اسکا انتظام کیا جائے۔

(۳) یہ کانفرنس تمام مسلم نمائندوں کا شکریہ ادا کرتی ہے جنہوں نے متفقہ طور پر گول میز کانفرنس کے موقعہ پر مسلمانوں کے مطالبات کو پیش کیا۔

(۴) یہ کانفرنس مسٹر گاندھی کے اس رویہ پر اظہار افسوس کرتی ہے۔ جو انہوں نے ہندو مسلم مفاہمت کے متعلق برتا۔ انہوں نے ظاہر کیا۔ کہ مسلمان کانگریسی مسلمانوں سے اتفاق کر کے ہمارے سامنے باتیں پیش کریں تب ہم منظور کریں گے۔ اور یہ کہ مسلمان سکھوں سے سمجھوتہ کریں تب ہم انہیں قبول کریں گے۔ کانفرنس مسٹر گاندھی کے اس رویہ کو ہندوستان کی بدنصیبی تصور کرتی ہے۔ اور ان پر نیز اس ذہنیت کے دوسرے لوگوں پر واضح کرتی ہے۔ کہ مسلمان ان کے پاس بھیک مانگنے نہیں گئے تھے۔ اس لئے انکو کسی فہمائش کا ہرگز حق نہیں تھا۔ اور نہ مسلمان انکی فہمائشوں اور دھمکیوں کی پروا کرتے ہیں۔

(۵) یہ کانفرنس مولانا شوکت علی کی روش کو جو مسلم حقوق کے تحفظ کے متعلق ہے۔ بہ نظر استحسان دیکھتی ہے۔ اور مولانا موصوف کی خدمت میں ہدیہ تحسین پیش کرتی ہے۔

(۶) احمدیوں کے رشتوں کے لئے محض مذہبی اور اخلاقی برتری وجہ ترجیح قائم کی جائے۔ اور وعظ و نصائح کے ذریعہ ذات پات کی قیود اٹھانے کی کوشش کی جائے۔

(۷) مندرجہ بالا تحریکوں کی نقل اخبارات میں بھیجی جائیں۔ سید ارادت حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۲۲ | قادیان دارالامان - مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

گاندھی جی اور تشدّد

عدم تشدد کے دعویداروں پر تشدّد ارادے

گاندھی جی ہندوستان کو عدم تشدد کے ذریعہ آزاد کرانے کا جو دعویٰ کرتے ہیں۔ اور اسپر کاربند رہنے کے لئے اپنے پیروؤں کو تاکید کرتے رہتے ہیں۔ اس کی یہ وجہ نہیں۔ کہ تشدد ان کے نزدیک ممنوع ہے۔ اور وہ کسی وقت اس سے کام لینے کو تیار نہ ہونگے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ موجودہ حالت میں وہ تشدد کرنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ اور خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ اسوقت تشدد پر عمل کر کے کامیاب ہونا تو الگ رہا۔ اپنی ہستی کو قائم رکھنا بھی ان کے لئے محال ہے۔ اس کا پتہ گاندھی جی کے ان خیالات سے لگ سکتا ہے۔ جو تشدد پسندوں کے جواب میں باوجود پوری احتیاط سے کام لینے کے ان کے منہ سے مجبوراً نکل جایا کرتے ہیں اور جن کے ذریعہ وہ موجودہ حالات میں تشدد کے نقصانات ذہن نشین کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

تشدد پسندوں کو گاندھی جی کا جواب

مثلاً کراچی میں انہوں نے ان نوجوانوں کا جنہوں نے بھگت سنگھ کے پھانسی دیئے جانے پر گاندھی جی کے خلاف سخت غصہ کا اظہار کیا۔ انہیں بھگت سنگھ وغیرہ کا قاتل قرار دیکر مطالبہ کیا کہ بھگت سنگھ کو لاؤ۔ اور اظہار غیظ و غضب کے طور پر سیاہ پھول پیش کئے اس بات پر شکریہ ادا کرتے ہوئے۔ کہ ”انہوں نے مار پیٹ نہیں کی۔ بلکہ مجھے جانے دیا۔“ نہایت عاجزانہ طور پر کہا ”میں تو کمزور انسان ہوں۔ مجھ میں تلوار چلانے کی طاقت نہیں۔“

مطلب یہ کہ ایک کمزور انسان سے جس میں تلوار چلانے کی طاقت نہیں۔ یہ مطالبہ کرنا کہ وہ تشدد کی تحریک جاری کرے درست نہیں۔ اگر وہ طاقتور ہوتا۔ اسمیں تلوار چلانے کی طاقت ہوتی اور پھر وہ تلوار نہ اٹھاتا۔ تو قابل اعتراض ہو سکتا تھا۔

اسی طرح گاندھی جی نے انہی لوگوں کا ایک اور موقعہ پر ذکر کرتے ہوئے جہاں نہائت ہی خوشامدانہ لہجہ میں یہ کہا۔

”انہوں نے اپنے غصہ کو بس اسی فعل تک محدود رکھا۔ کہ مجھکو سیاہ پھول پیش کئے۔ اور کوئی جسمانی نقصان نہیں پہنچایا۔ ”گاندھی کا ستیاناس ہو“ کہنا ان لوگوں کے غصہ کا بہت جائز اظہار ہے۔“

وہاں یہ بھی کہا:-

”ہندوستان کے لاکھوں بھوکے مرنے والوں کے لئے اصول تشدد کوئی معنی نہیں رکھتا۔“

گویا گاندھی جی عدم تشدد محض اس لئے اختیار کئے ہوئے ہیں کہ ان کے پیرو نہ صرف تشدد کرنے کی طاقت اور ہمت نہیں رکھتے۔ بلکہ ان میں سے لاکھوں بھوکے مرتے ہیں۔ تشدد کا اصول ساز و سامان۔ طاقت اور قوت۔ حوصلہ اور جرأت رکھنے والوں کے لئے معنی رکھتا ہے۔ نہ ان کے لئے جو بھوکے مر رہے ہوں۔ اور چونکہ ہندوستان کے لاکھوں انسان بھوکے مرتے ہیں۔ اس لئے گاندھی جی کے نزدیک ان کے لئے اصول تشدد کوئی معنے نہیں رکھتا۔

عدم تشدد پر کاربند ہونیکی وجہ

کیا اس قسم کے فقرات کا جو تشدد کے خواہشمندوں اور عدم تشدد کے مخالفوں کو مخاطب کر کے کہے گئے ہوں۔ سوائے اس کے کوئی اور مطلب ہو سکتا ہے۔ کہ عدم تشدد محض تشدد کرنے کی طاقت نہ ہونے کی وجہ سے اختیار کیا گیا ہے؟ ہندوستان کے لاکھوں انسانوں کے بھوکے مرنے کی وجہ سے اختیار کیا گیا ہے۔ اپنی بے سروسامانی کی وجہ سے اور تلوار چلانے کی طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے اختیار کیا گیا ہے۔ ورنہ اگر گاندھی جی میں طاقت اور قوت ہو۔ ہندوستان کے لوگ بھوکے نہ مرتے ہوں۔ تشدد کرنے کے لئے ساز و سامان رکھتے ہوں۔ ان میں تلوار چلانے کی ہمت ہو۔ تو گاندھی جی اصول تشدد کو کبھی کے ”معنے“ کا جامہ پہنا چکے ہوتے۔ اور آج ہندوستان کو عدم تشدد پر کاربند رہنے کے لئے بار بار نہ کہتے۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ تشدد کرنے کے طریق بتلا رہے ہوتے۔

اس سے یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ اگر خدانخواستہ گاندھی جی اور ان کے پیروؤں کو طاقت اور قوت حاصل ہو گئی۔ انکی بھوک دور ہو گئی۔ اور ان کے ہاتھ میں تلوار آ گئی۔ تو پھر وہ اپنے مقاصد کے حصول اور اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے اصول تشدد پر کاربند ہونے سے دریغ نہ کریں گے۔

گاندھی جی بدل رہے ہیں

خدا کرے وہ وقت ہی نہ آئے جب یہ لوگ عدم تشدد کا نقاب اتار کر ظلم و ستم۔ تشدد اور وحشت کے مجسمے بن جائیں لیکن جوں جوں حالات بدل رہے ہیں۔ اور گاندھی جی یہ سمجھ رہے ہیں۔ کہ انہیں طاقت اور قوت حاصل ہو رہی ہے۔ وہ تشدد کے دیوتا کی طرف بھی بڑھتے جا رہے اور اس کے قدموں میں پہنچ کر خون کی ندیاں بہانے کے لئے بے تاب ہو رہے ہیں۔

حالات اور واقعات کو پیش نظر رکھ کر اگر غور کیا جائے۔ تو یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ جاتی ہے۔ اور صاف معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ عدم تشدد کے دیوتا گاندھی جی آج وہ نہیں ہیں جو آج سے کچھ عرصہ پہلے تھے بلکہ انمیں بہت بڑا تغیر آ چکا ہے۔ مگر آج بھی انکی زبان پر عدم تشدد کے الفاظ ہیں اور اس وقت تک رہیں گے جبتک وہ حسب منشا قوت اور طاقت حاصل نہیں کر لیتے۔ اور تشدد سے کام لینے کے لئے پوری طرح تیار نہیں ہو جاتے۔ لیکن ان کے دل میں تشدد گدگدیاں لے رہا۔ اور انکے موجودہ رویہ سے بخوبی ظاہر ہو رہا ہے۔ اس کے متعلق صرف ایک مثال پیش کر دینا کافی ہے۔ اور وہ یہ کہ ۱۹۲۳ء میں جب ایک بنگالی گوپی ناتھ ساہا نے ایک یورپین افسر مسٹر ڈے کو قتل کیا۔ تو سراج گنج میں بنگال پراونشل کانفرنس کے اجلاس میں ایک ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ اس میں جہاں مسٹر ڈے کے قتل پر اظہار افسوس کیا گیا۔ وہاں ساہا کی بھی تعریف و توصیف کی گئی اور اسے ہیرو قرار دیا گیا۔ یہ ریزولیوشن جب اخبارات میں آیا۔ اور گاندھی جی کو اس کا علم ہوا۔ تو انہوں نے اس پر سخت بُرا منایا۔ اور اپنے اخبار ”ینگ انڈیا“ میں اس کے خلاف لکھا۔ اور کئی بار لکھا۔ پھر اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ سراج گنج کانفرنس کے ریزولیوشن کا اثر زائل کرنے کے لئے آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس میں جو گاندھی جی کے سابرمتی آشرم احمد آباد میں ہوا۔ جبتک ایک قرارداد پیش کر کے گاندھی جی نے اپنے سارے اثر اور رسوخ کے ذریعہ پاس نہ کرالی۔ انہیں چین نہ آیا۔ لیکن اب ۱۹۳۱ء میں وہی گاندھی جی بھگت سنگھ کی ”دیش بھگتی“ کا اعلان کرتے ہیں۔ اس کی پھانسی کو ”شہادت“ کا نام دیتے ہیں۔ اسے بے خوف کہہ کر اس کی تعریف کرتے ہیں۔ دوسروں کو تلقین کرتے ہیں۔ کہ وہ بھی بھگت سنگھ کی دیش بھگتی اور بے خوفی کی تقلید کریں۔ اسے پھانسی دینے کو حکومت کا غنڈا پن قرار دیتے ہیں اور یہ سب کچھ وہ اس وقت کہتے ہیں۔ جبکہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ بھگت سنگھ نے مسٹر سانڈرس کو قتل کرنے میں حصہ لیا۔ عدم تشدد کو چھوڑ کر تشدد پر عمل کیا۔ اور بعینہٖ وہ فعل کیا جو ۱۹۲۳ء میں ساہا بنگالی نے کیا تھا۔ اسوقت ساہا کے فعل کی اس شدومد کے ساتھ مذمت۔ اور اب بھگت سنگھ کے ایسے ہی فعل کی اسقدر تعریف و توصیف کیا اس بات کا بین اور واضح ثبوت نہیں۔ کہ اب وہ گاندھی جی نہیں۔ جو آج سے چند سال پہلے تھے؟ اور آج ان کے نزدیک تشدد اس طرح قابل مذمت نہیں۔ جس طرح ۱۹۲۳ء میں تھا۔ بلکہ اب اس کا ارتکاب کرنیوالا انتہائی تعریف کا مستحق ہے۔

گاندھی جی کی اقلیتوں کو دھمکی

اس سے ظاہر ہے۔ کہ گاندھی جی بدل چکے۔ ان کا دل بدل چکا اصول

عدم تشدد بدل چکا۔ اسی تبدیلی کا نتیجہ وہ دھمکی ہے۔ جو گاندھی جی نے حال ہی میں اقلیتوں کو دی ہے۔ اور جس کے سب سے پہلے مخاطب مسلمان ہیں۔ انہوں نے کہا:۔

"سوراجیہ حاصل ہونے کے بعد ممکن ہے۔ کہ ہندوستان میں خانہ جنگی اور فرقہ وارانہ فسادات شروع ہو جائیں۔ مگر یہ سب کچھ قلیل عرصہ کے لئے ہوگا۔ اور ہمیں اپنی لڑائی خود لڑنی چاہیئے"

سوراجیہ کا پہلا پھل

یہ اس شخص کے الفاظ ہیں جسے عدم تشدد کا دیوتا کہا جاتا ہے۔ جو قدم قدم پر ہندوستان کی آزادی کے لئے عدم تشدد ضروری قرار دیتا ہے۔ جو بار بار یہ دعویٰ کرتا ہے۔ کہ "میرا مت تو سچائی اور اہنسا ہے"۔ جو موجودہ حکومت کے متعلق تشدد اختیار کرنے کا ذکر سن کر ہمالیہ کی طرف بھاگ جانے کا ارادہ ظاہر کرتا ہے۔ حتیٰ کہ جو یہاں تک کہتا ہے۔ کہ اگر گورنمنٹ انگریزی کے مقابلہ میں تشدد کا نام لیا گیا تو میں بھوکا رہ کر خودکشی کر لوں گا۔ وہ نہ صرف یہ ممکن سمجھتا ہے۔ کہ سوراجیہ کا پہلا پھل جو ہندوستان کو حاصل ہوگا۔ وہ خانہ جنگی اور فرقہ وارانہ فسادات ہوں گے۔ بلکہ وہ یہ بھی اعلان کرتا ہے کہ اسوقت اس قدر تشدد اور سختی سے کام لیا جائیگا۔ کہ ایک قلیل عرصہ میں کمزور اور قلیل التعداد اقوام کا بالکل صفایا کر دیا جائیگا۔ چنانچہ یہ کہہ کر کہ "ہمیں اپنی لڑائی خود لڑنی چاہیئے" اس بات کو بالکل واضح کر دیا ہے۔ کہ اس وقت عدم تشدد کی جگہ تشدد لے لیگا۔ اور اب گورنمنٹ برطانیہ کے مقابلہ میں جو "پریم پیار" پیش کیا جاتا ہے۔ وہ چکنا چور ہو کے اس کی بجائے خون آشام تلوار سے لڑائی لڑی جائے گی۔ کیونکہ اسوقت مقابلہ برطانیہ کی سی طاقت و حکومت سے نہ ہوگا۔ بلکہ کمزور اور قلیل التعداد مسلمانوں اور دوسری اقوام سے ہوگا۔

اس لڑائی کا انجام کیا ہوگا؟ یہ بھی گاندھی جی نے بتا دیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"اس لڑائی کا خاتمہ اس طرح ہوگا۔ کہ ایک نہ ایک قوم یا تو جھک جائیگی۔ یا تباہ ہو جائیگی۔"

مسلمانوں کے لئے خطرات

گویا سوراجیہ ملنے پر گاندھی جی اور ان کے پیرو اس وقت تک دم نہ لیں گے۔ جبتک مسلمان اور دوسری اقلیتیں یا تو کلیۃً ان کی غلامی منظور کر لیں یا بالکل تباہ ہو جائیں۔ عدم تشدد کے دیوتا کی یہ خیالی آرائیاں اور ناپاک ارادے جہاں اس کی خطرناک ذہنیت اور تباہ کن خواہشات کا پتہ دے رہے ہیں وہاں مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں کے سامنے وہ خطرات لا رہے ہیں جن سے سوراجیہ ملنے کے ساتھ ہی انہیں دوچار ہونا پڑیگا۔ اور بتا رہے ہیں۔ کہ اپنے حقوق کا تصفیہ کئے بغیر اور اپنے لئے تحفظات کا انتظام کرنے سے قبل سوراجیہ کی طرف قدم بڑھانا کسقدر خطرناک اور کتنا تباہ کن ہے۔ گاندھی جی نے اپنا عندیہ ظاہر کر دیا ہے۔ اور یہ وہ عندیہ ہے۔ جس پر کاربند ہونے کے لئے تمام چھوٹے بڑے ہندو گاندھی جی سے بھی زیادہ جوش کے ساتھ کاربند ہونے کے لئے تیار ہیں۔ اور تیار کیا۔ وہ اس پر عرصہ سے عمل پیرا بھی ہیں۔ اور روز بروز زیادہ شدت کے ساتھ عمل کر رہے ہیں۔ یو۔پی میں مسلمانوں پر حال میں جو شرمناک مظالم توڑے گئے۔ وہ اسی سلسلہ کی کڑی ہیں۔ اب بھی اگر مسلمان بیدار نہ ہوں۔ اور اپنی حفاظت کا انتظام نہ کریں۔ تو پھر سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ وہ آنکھیں بند کر کے تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔

عورتوں کے حق رائے دہی کے متعلق
گورنمنٹ پنجاب کی ایک مفید تجویز

گورنمنٹ پنجاب کے گزٹ مورخہ ۳ اپریل میں اعلان شائع ہوا ہے کہ

جن بلدیات میں حلقہ ہائے انتخاب جداگانہ اور فرقہ وار ہیں۔ ان میں عورتوں کو حق رائے دہی دے دیا جائے۔ اس تجویز پر ۱۵ مئی کے بعد غور کیا جائیگا۔ اس عرصہ میں اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وزارت لوکل سیلف گورنمنٹ کو بھیجے۔

ہمارے نزدیک عورتوں میں حق رائے دہی استعمال کرنے اور ملکی و قومی معاملات میں حصہ لینے کی قابلیت پیدا کرنے کے لئے یہ بہت موزوں تجویز ہے۔ کہ جہاں جہاں کی بلدیات میں حلقہ ہائے انتخاب جداگانہ ہیں۔ وہاں انہیں رائے دینے کا حق دے دیا جائے۔ مسلمانوں کو اس وقت تک عورتوں کو حق رائے دہی پر جو اعتراض ہے وہ یہ ہے۔ کہ چونکہ مسلمان عورتیں تعلیم میں بہت پیچھے ہیں۔ پھر انہیں پردہ کا رواج ہے۔ اس لئے غیر مسلم عورتوں کے مقابلہ میں وہ اپنا حق رائے دہی بہت کم استعمال کر سکیں گی۔ اور اس طرح مسلمانوں کے ووٹوں کی تعداد غیر مسلموں کے ووٹوں سے بہت کم ہو جائیگی۔ لیکن جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب میں عورتوں کو ووٹ دینے کا حق دینے سے کوئی حرج نہیں کیونکہ اس کا کوئی مضر اثر مسلمانوں پر نہیں پڑے گا۔ بلکہ یہ فائدہ ہوگا۔ کہ بلدیات کے انتخابات میں بآسانی ووٹ دیکر خواتین بڑے انتخابات میں اپنا یہ حق استعمال کرنے کے قابل ہو سکیں گی۔

ہمارے نزدیک عورتوں کا حق ہے۔ کہ ملکی معاملات کے متعلق مشورہ میں حصہ لیں۔ اور ہم ایک حصہ انسانی کو اس کے اس حق سے یکسر محروم نہیں رکھ سکتے۔ یہ ضروری ہے۔ کہ ہم مسلمان خواتین کی اس بارے میں تربیت کریں۔ اور انہیں حق رائے دہی کے استعمال کا موقع دیں۔ اس کے لئے یہ صورت نہایت موزوں ہے۔ کہ جن بلدیات میں حلقہ ہائے انتخاب جداگانہ ہیں یعنی جہاں مسلمان ممبر مسلمانوں کی آراء سے اور ہندو ممبر ہندوؤں کی آراء سے منتخب ہوتے ہیں وہاں عورتوں کو بھی رائے دینے کا حق حاصل ہو۔

پس ہم وزارت لوکل سلف گورنمنٹ کی اس تجویز کی نہ صرف خود تائید کرتے ہیں۔ بلکہ مسلمانان پنجاب کو مشورہ دیتے ہیں۔ کہ اس کی پرزور تائید کریں۔ اور اس سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔

مسلمانوں کی کامیابی ایک مرکز پر جمع ہونے میں ہے

کانگریس نے گول میز کانفرنس کے لئے گاندھی جی کو اپنا واحد نمائندہ منتخب کر کے اس اسلامی اصل کی حکمت کے آگے سر تسلیم خم کیا ہے۔ جو ہر موقعہ پر مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع رکھنے اور ایک ہاتھ میں ہاتھ دینے کے متعلق ہے۔ حتیٰ کہ سفر پر جانے والے چند افراد کو بھی حکم ہے کہ وہ اپنے میں سے کسی ایک کو اپنا امیر اور مختار کار منتخب کر لیں۔ لیکن افسوس کہ اسلام جس نے اپنے پیروؤں کی یکجہتی اور یکدلی کے لئے اسقدر اہتمام کیا تھا۔ اس کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے والے اسقدر پراگندہ اور منتشر ہو چکے ہیں کہ کسی مفید سے مفید اور ضروری سے ضروری بات کے لئے بھی ایک مرکز پر انکا جمع ہونا محالات سے ہے ستم یہ ہے۔ کہ دوسروں کو دیکھ کر بھی انہیں اس طرف توجہ نہیں ہوتی۔ اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔ کہ جس طرف قدم اٹھاتے ہیں۔ تباہی اور بربادی آگے بڑھ کر انکا استقبال کرتی ہے۔ اور جو راہ اختیار کرتے ہیں۔ ذلت و ادبار پر جا کر ختم ہوتی ہے۔ ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ اگر مسلمان دینی اور دنیوی دونوں لحاظ سے ایک ہاتھ پر جمع ہو جائیں۔ تو ایک قلیل عرصہ میں ساری دنیا پر چھا جانا۔ اور سربلندی و سرافرازی کے انتہائی مقام پر پہنچ جانا ان کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں لیکن اگر دنیوی لحاظ سے ہی وہ ایک مرکز پر جمع ہو جائیں۔ متحدہ اور مشترکہ اغراض کے لئے جمع ہو جائیں۔ اور اپنے میں سے کسی ایک شخص کو اسی طرح اپنا نمائندہ قرار دیدیں جس طرح کانگریس نے گاندھی جی کو قرار دیا ہے تو آج انکے تمام مطالبات پورے ہو سکتے ہیں۔ نہ گاندھی جی ٹال مٹول کر سکتے ہیں۔ نہ حکومت انکار کر سکتی ہے۔

کاش! مسلمان اسلام کے تعلیم کردہ کامیابی کے اس اصل پر اگر پورے طور پر نہیں۔ تو ایک پہلو کے لحاظ سے ہی عمل کریں۔ اور اگر پہلے نہیں۔ تو اب جبکہ ان کے سامنے زندگی اور موت کا سوال ہے۔ جبکہ ہر طرف سے خطرات میں گھرے ہوئے ہیں۔ ادھر متوجہ ہوں۔

مسلمانوں کو آپس میں لڑانیکی کوشش

ہندو اخبارات نے یہ دیکھ کر کہ گاندھی جی نے مسلمانوں کے حقوق کو ملیا میٹ کرنیکے لئے کانگریسی مسلمانوں کو بہانہ بنایا ہے یہ ناپاک کوشش شروع کر دی ہے کہ کانگریسی مسلمانوں کی تعریف و توصیف کے پل باندھکر اور جمہور مسلمانوں کے خلاف اشتعال دلا کر انکا آپس میں فساد کرا دیں۔ تاکہ انکے اتحاد کی کوئی صورت باقی نہ رہے۔ اور ہندو پورے اطمینان کے ساتھ انکے حقوق غصب کر سکیں چنانچہ پرتاب (۱۷ اپریل) نے کانگریسی مسلمانوں کو ہندوستان کے مسلمانوں کے اصل اور حقیقی لیڈر قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:۔

"نوڈی مسلمانوں نے ان کی اسقدر اور اتنی بار توہین کی ہے کہ اب وہ بھی مقابلہ پر کھڑے ہو گئے ہیں اور کمر کس کر میدان میں اترنے کو ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ پانی سر سے گذر گیا ہے اب اس کا علاج سوچنا چاہیئے۔ صبر کا پیالہ لبریز ہو گیا ہے۔ ملک کے بہترین فوائد بھی اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی حقیقی آواز دنیا کے سامنے آئے۔"

اس کے ساتھ ہی یہ بھی مشورہ دیا ہے کہ "ایسا انتظام ہونا چاہیئے کہ آئندہ ہندوستان کی فضا میں ایک کی بجائے دو آوازیں اٹھیں اور نوڈی مسلمانوں کو یہ کہنے کا حوصلہ نہ رہے کہ وہ مسلم عوام کی آواز ہیں۔" اس قسم کی فتنہ انگیزی ہندو لیڈر بھی ہر جگہ کر رہے ہیں۔ اور کانگریس کو اپنا ملجا و ماویٰ سمجھنے والے مسلمانوں کو دوسرے مسلمانوں کے خلاف اشتعال دلا رہے ہیں مسلمانوں کو اس نہایت نازک موقع پر عقل و خرد سے کام لینا چاہیئے اور غیروں کی باتوں میں آکر آپس میں سر پھٹول نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اتحاد پیدا کر کے ان بدخواہوں کے منہ پر ایسی چپت رسید کرنی چاہیئے جو انکا رخ دوسری طرف پھیر دے۔"

کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ نبوت نہیں کیا؟

مولوی محمد علی صاحب کی "اپیل نمبر ۲" کا جواب

جیسا کہ میں پہلے مضمون میں بتا چکا ہوں۔ مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین پہلے انبیاء میں سے کوئی نبی ایسا پیش نہیں کر سکے جس نے یہ الفاظ فرمائے ہوں۔ کہ "میں نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں" مولوی صاحب کے ان الفاظ میں ہی دعویٰ نبوت کے مطالبہ کی اگرچہ پوری حقیقت واضح ہو چکی تھی۔ تاہم میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے بھی ثبوت دیا۔ کہ حضور نے صریح الفاظ میں فرمایا ہے۔ "میں نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں۔" چنانچہ میں نے چار حوالے مولوی صاحب کے غور کے لئے پیش کئے۔ لیکن اگر کسی کو حق کی تلاش نہ ہو۔ تو اس کے سامنے چار نہیں چار سو حوالے بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

دو حوالے

میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حسب ذیل دو حوالوں کی طرف مولوی صاحب کو توجہ دلائی تھی۔

(۱) "ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے۔ کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو۔ اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں۔ اسے نبی کہتے ہیں۔ اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں۔ جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے۔ اور نئی کتاب لائے۔ ایسے دعویٰ کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔" اور "آپ کو سمجھانا تو یہ چاہئے تھا۔ کہ وہ کس قسم کی نبوت کے مدعی ہیں۔ ہمارا مذہب تو یہ ہے۔ کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو۔ وہ مُردہ ہے۔" (بدر ۵ر مارچ ۱۹۰۸ء)

مولوی محمد علی صاحب کا عذر خام

اسکے جواب میں مولوی محمد علی صاحب میرے متعلق فرماتے ہیں "مولوی صاحب نے جو حوالجات اس کے ماتحت پیش کئے ہیں۔ ان میں سے اول اخبار بدر ۵ر مارچ ۱۹۰۸ء کے دو حوالے ہیں جہاں کسی شخص نے حضرت صاحب کی تقریر کو قلمبند کیا ہے...... اور ظاہر ہے۔ کہ تقریر کو قلمبند کرنے میں نہ تو اصل الفاظ بولنے والے کے محفوظ ہوتے ہیں نہ پورا مضمون محفوظ ہوتا ہے" مولوی صاحب نے جب دیکھا کہ اخبار بدر کے حوالجات بالکل صاف طور پر ان کے مطالبہ کو پورا کرتے ہیں۔ اور ان سے گریز کی کوئی راہ نہیں۔ تو کہدیا یہ تقریر کسی نے قلمبند کی ہے۔ اس لئے اس میں "سامع کے خیالات راہ پا گئے ہیں۔"

میں پوچھتا ہوں۔ اگر ایسا ہؤا تھا۔ تو کیا مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی جو اپنے آپ کو "پرانے خدام" کہتے ہیں۔ ان میں سے کسی نے اس وقت اس غلطی کے خلاف آواز نہ اٹھائی۔ اگر نہیں۔ تو اب یہ عذر پیش کرنا حد درجہ کی بیہودگی نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ پھر یہی نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفہ اولؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے ۱۹۱۳ء میں یہ اعلان ایک دفعہ نہیں بلکہ دو دفعہ کیا کہ "ہم مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی۔ رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں" (پیغام صلح ۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۳ء) "ہم خدا کو شاہد کر کے اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے۔ اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے" (پیغام صلح ۷ر ستمبر ۱۹۱۳ء)

اسی طرح مولوی صاحب نے ریویو میں بار بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی۔ رسول اور پیغمبر لکھ کر یہ ثابت کر دیا۔ کہ بدر ۵ر مارچ ۱۹۰۸ء میں حضور کی تقریر کو قلمبند کرنے والے کے خیالات اس میں راہ نہیں پا گئے تھے۔ بلکہ واقعی حضور علیہ السلام نے یہی فرمایا۔ اسی لئے تو "پرانے خدام" نے نہ صرف اس کے خلاف کچھ نہ لکھا۔ بلکہ بار بار اس کی تائید کرتے رہے۔

پھر ایک اور امر قابل غور ہے۔ اور وہ یہ کہ مولوی محمد علی صاحب کا تو یہ خیال ہے۔ کہ اس زمانہ میں بلکہ خلافت ثانیہ کے آغاز تک تمام جماعت احمدیہ کا یہی خیال تھا۔ حتیٰ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا بھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی نہیں۔ تو پھر اس تقریر کے متعلق یہ منطق کس طرح درست ہو سکتی ہے۔ کہ "بسا اوقات سامع کے خیالات کا عکس اس میں راہ پا جاتا ہے" پھر اگر ڈائری کوئی قابل اعتبار چیز ہی نہیں۔ تو مولوی صاحب نے کیوں النبوۃ فی الاسلام میں لکھا کہ "نہ آپ کی ڈائری میں تبدیلی عقیدہ نبوت کا ذکر پایا جاتا ہے" (صفحہ ۱۳۱) اور "اس طرح ۱۹۰۷ء کی ڈائریوں میں جزئی فضیلت کا اعتراف پایا جاتا ہے" (صفحہ ۳۲۲) پس جو بات خود مولوی صاحب کی دوسری تحریرات سے غلط ثابت ہو رہی ہے۔ اسے لکھنا اور اس پر زور دینا ثابت کرتا ہے۔ کہ ان کے ہاتھ میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ جس بات پر اعتراض ہؤا۔ اس کو چھوڑ کر جھٹ دوسرا پہلو بدل لیا۔

جھوٹے کے گھر تک

اس قسم کی کچی باتوں سے کام نہ چلتا دیکھ کر مولوی صاحب لکھتے ہیں "دعویٰ کی وضاحت دعویٰ کے وقت یا اس کے قریب قریب ہوتی ہے نہ یہ کہ ساری عمر گزر گئی۔ اور وفات سے دو ماہ پیشتر کہہ دیا۔ کہ ہمارا دعویٰ یہ ہے۔"

مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ ہم نے تو صرف جھوٹے کے گھر تک کی مثل پر عمل کرتے ہوئے نبوت کا دعویٰ ان الفاظ میں دکھلایا۔ جن کا انہوں نے مطالبہ کیا۔ ورنہ ہمارے نزدیک تو کسی نبی کے دعویٰ نبوت کے لئے دعویٰ کا لفظ ہونا ضروری نہیں۔ پھر کیا میں نے مولوی صاحب کی اپیل نمبر ۱ کے جواب میں یہ نہیں لکھا تھا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ نے تو یہ ثابت کیا ہے۔ کہ نبوت کے مفہوم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع سے ہی انکار نہیں کیا۔" لیکن غیر مبائعین کے امیر صاحب کا ہمیشہ سے یہی طریق ہے۔ کہ بجائے کسی سوال کا جواب دینے کے نئے پہلو بدلتے جاتے ہیں۔

تیسرا حوالہ

تیسرا حوالہ میں نے حضور کے اس خط سے پیش کیا تھا۔ جو ۲۳ر مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایڈیٹر اخبار عام کی طرف لکھا۔ کہ "میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں۔ اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں۔ کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے۔ کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا۔ اور جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں۔ کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا۔ اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں۔ اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں۔ بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ میں یہی لکھتا آیا ہوں۔ کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں۔"

یہ حوالہ بھی بالکل صاف تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسی نبوت کے دعویٰ سے انکار کرتے ہیں۔ جو شریعت والی ہو لیکن اس کے علاوہ جو نبوت غیر تشریعی ہے۔ اس کا حضورؑ دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب اس کا بھی انکار کرتے ہوئے فرماتے ہیں "اگر وہ اس حوالہ کی دو سطریں اور نقل کر دیتے۔ تو ان سے مولوی صاحب کے دعویٰ کی خود ہی تردید ہو جاتی" حالانکہ ان دو سطروں میں بھی جس قسم کی نبوت کا دعویٰ ہے۔ اس کی تشریح کے سوا اور کچھ نہیں۔ چنانچہ مندرجہ بالا حوالہ کے متصل ہی آپ فرماتے ہیں۔ "اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے۔ اور جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں۔ وہ صرف اس قدر ہے۔ کہ میں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں۔ اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے۔" اب ان دو سطروں میں جو مولوی صاحب نے بھی نقل کی ہیں۔ ایک یہ فقرہ ہے۔ کہ "اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے" جو کہ اس سے پہلے جملہ "اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں" کے ساتھ ہی واقعی حضورؑ کی طرف

جو شریعت والی اور یہی نبوت منسوب کرتا ہے جسکی وجہ سے علیحدہ کلمہ قبلہ وغیرہ بنانا پڑتا ہو۔ وہ سراسر تہمت لگاتا ہے۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا ہے کہ میں اپنے تئیں اسوجہ سے نبی کہلاتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ بکثرت کلام کرتا۔ اور غیب کی خبروں پر اطلاع دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت کی تعریف ہی یہی کی ہے جیسا کہ فرمایا "نبی اس کو کہتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے" چشمہ معرفت ۳۲۵ پھر فرماتے ہیں "آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں۔ میں اسکی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں" تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸ پھر الوصیت صفحہ ۱۲ پر فرماتے ہیں "جبکہ وہ مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے۔ اور اس میں کوئی کثافت نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو۔ تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے"۔ اس آخری حوالہ کر یہ بھی ظاہر ہو گیا۔ کہ بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء میں درج شدہ تقریر سامع کے اپنے خیالات نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہی ہے۔ کیونکہ نبوت کی جو تعریف حضور نے الوصیت میں فرمائی ہے۔ وہی تعریف بدر میں درج شدہ تقریر میں موجود ہے۔ دیکھئے مولوی صاحب اس کی کیا توجیہ کرتے ہیں۔

اخبار عام والا خط

اخبار عام والے خط کی دو سطریں کیا وہ تو سارا ہی کھلم کھلا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت ثابت کر رہا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نبوت کی خصوصیت اپنے میں ظاہر کر کے آگے فرماتے ہیں "اور انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اور اگر میں اس سے انکار کروں۔ تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے۔ تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اسپر قائم ہوں۔ اسوقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں"

پھر آگے فرماتے ہیں "مگر میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ گویا میں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں۔ میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا۔ اور کسی کو مجال نہیں۔ کہ ایک نقطہ یا ایک شوشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے۔ سو میں صرف اسوجہ سے نبی کہلاتا ہوں۔ کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں۔ کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ معنی تحقیق نہیں ہو سکتے" یہاں بھی بالکل وہی فرمایا۔ جو پہلے لکھا تھا۔ کہ میں شریعت والی نبوت کا مدعی نہیں۔ بلکہ وہ جس میں بکثرت غیب کا علم خدا کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ اور اسی تشریح کے نتیجہ میں فرمایا۔ "سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں۔ الآخر" لیکن مولوی محمد علی صاحب اس سے یہ سمجھ بیٹھے ہیں۔ کہ چونکہ حضور نے عربی اور عبرانی زبان میں لفظ نبی کے معنے بتا کر لیئے اور چسپاں کئے ہیں۔ اس لئے آپکی نبوت باطل ہو گئی۔ یہ عجیب سمجھ اور فلسفہ ہے جو غیر مبائعین سے ہی مخصوص ہے۔

ہاں اس خط میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے "اس زمانہ میں کثرت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے" جس کا صرف یہ مطلب ہے۔ کہ موجودہ زمانہ میں سب لوگوں سے زیادہ مجھے غیب پر اطلاع دی گئی۔ پہلے زمانوں کا اس میں ذکر نہیں لیکن مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ "اس سے معلوم ہوا۔ کہ اس سے پہلے اور لوگ بھی گذر چکے ہیں۔ جن کو اسی طرح اپنے اپنے زمانے میں کثرت مکالمہ و مخاطبہ کا شرف ملا تھا"۔ اس سے مقصد مولوی صاحب کا یہ ہے کہ پہلے زمانوں میں بھی کثرت سے غیب پر جن لوگوں کو اطلاع دی گئی وہ محدث تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی باوجود کثیر حصہ وحی پانے کے محدث ہی ہیں۔ حالانکہ مولوی صاحب کے اس وہم کو جو بیت العنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ صریح فرمان بڑے زور سے دھکے دے رہا ہے کہ "غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں انکو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔" حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتیاز

مولوی صاحب اسی خط کے یہ الفاظ نقل کر کے کہ "مجھے محض امتیازی مرتبہ بخشنے کے لئے خدا نے میرا نام نبی رکھدیا۔ اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا۔ تاکہ ان میں اور مجھ میں فرق ہو جائے" فرماتے ہیں کیا ان الفاظ کو پڑھنے کے بعد ادنیٰ اشبہ کی گنجائش بھی باقی رہتی ہے۔ کہ یہ نبوت کا دعویٰ ہے" حالانکہ بات بالکل صاف ہے۔ کہ دوسرے اولیاء اور اقطاب میں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں یہی امتیاز ہے۔ کہ وہ نبی نہیں۔ اور حضور کا نام اللہ تعالیٰ نے اسوجہ سے کہ آپ کو کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی گئی نبی رکھا ہے۔ اگر آپ کا دعویٰ نبوت نہ ہوتا۔ تو پھر اس امتیاز کو نبی کے نام کیساتھ بیان کرنیکی کیا حاجت تھی۔

حضرت مسیح موعود کا خطاب

باقی رہا مولوی صاحب کا یہ سوال۔ کہ "کیا نبی کو صرف عزت کے خطاب کے طور پر ہی نبی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے"۔ یہ بھی محض حقیقت کو چھپانا ہے۔ کیونکہ مولوی صاحب اچھی طرح جانتے ہیں۔ حضور نے نبوت کے متعلق ہی خطاب ملنے کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ اپنے دوسرے دعاوی کے متعلق بھی خطاب کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ چشمہ معرفت کے پہلے صفحہ پر فرماتے ہیں "جب سے خدا نے مجھے مسیح موعود اور مہدی معہود کا خطاب دیا ہے۔ میری نسبت جوش اور غضب انتہا تک پہنچ گیا ہے"۔ اب فرمایئے مولوی صاحب کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسیح اور مہدی بھی نہیں ہیں؟ اگر ہیں اور یقیناً ہیں۔ تو اسی طرح اگر بعض جگہ یہ فرمایا۔ کہ مجھے نبی کا خطاب دیا گیا ہے۔ اس سے آپ یقینی طور پر نبی ثابت ہوتے ہیں

چوتھا حوالہ

چوتھا حوالہ میں نے تمرا ج منیر ؂ سے یہ پیش کیا تھا۔ کہ "یہ کیسی بیہودہ نکتہ چینی ہے کہ مرسل ہونیکا دعویٰ کیا ... اس جگہ حقیقی معنے مراد نہیں۔ جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں" اسپر مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ "پہلی دو سطریں جنہیں لفظ مرسل کی صراحت موجود ہے۔ کہ اس سے مراد محدث ہے ... اسے حذف کر دیا جاتا ہے۔ اس سے ایک ہی نتیجہ نکل سکتا ہے۔ کہ لکھنے والے کو اپنی کمزوری کا علم ہے اور اس کے چھپانے میں پورا زور لگایا گیا ہے"۔ حالانکہ مرسل کی تشریح اسوقت محدث ہونے میں ہمارے لئے کوئی بھی کمزوری نہیں ہے۔ کیونکہ ہم بارہا یہ ثابت کر چکے ہیں۔ کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضور غیر تشریعی نبوت کا نام محدث رکھتے تھے لیکن بعد میں اسی کا نام نبوۃ رکھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی صریح وحی نے اس عقیدہ پر حضور کو قائم نہ رہنے دیا جیسا کہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ پر حضور نے صاف فرمایا ہے اور جس حوالہ کو باوجود میرے تحریر کرنیکے مولوی صاحب نے بوجہ اپنی کمزوری کے علم ہونیکے چھوا تک نہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ المرء یقیس علی نفسہ کے مطابق مولوی صاحب اپنے اوپر دوسروں کو قیاس کرتے ہیں۔

چند اور حوالے

میں نے پیش کردہ سے حوالجات کے علاوہ جنمیں صاف طور پر دعویٰ کا لفظ موجود ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اور بھی چند حوالے پیش کئے دیتا ہوں۔ اگر مولوی صاحب کے لئے نہیں تو ممکن ہے۔ کسی اور حق پسند کے لئے مفید ہوں۔ (۱) "ایک صاحب مخالف کی طرف سے اعتراض ہوا۔ کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے۔ وہ نبی اور رسول ہونیکا دعویٰ کرتا ہے۔ اسکا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے"۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱) (۲) میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونیکا دعویٰ تھا"۔ براہین پنجم صفحہ ۵۳ حاشیہ (۳) جس نبوت کا دعویٰ قرآن شریف کی رو سے معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا۔ صرف یہ دعویٰ ہے۔ کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں۔ اور ایک پہلو سے فیض نبوۃ کیوجہ سے نبی ہوں" حقیقۃ الوحی ۳۹۰ (۴) "بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سنکر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا ایسا دعویٰ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنیکے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچا دیا" حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰ (۵) "میرا دعویٰ تو صرف یہ ہے۔ کہ ... جب خدا کسی سے بکثرت ہمکلام ہو۔ اور اپنی غیب کی باتیں کثرت سے اسپر ظاہر کرے تو یہ نبوت ہے۔ مگر یہ حقیقی نبوت نہیں۔ (جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتی ہے) ... میرا ہرگز یہ دعویٰ نہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر میں نبی ہوں" البلاغ المبین ص ۲۰

مولوی محمد علی صاحب کے حوالے

ممکن ہے مولوی محمد علی صاحب ایسی صریح اور واضح عبارتوں کی بھی تاویل شروع کر دیں اس لئے میں مولوی صاحب کے ہی بعض حوالہ جات پیش کرتا ہوں جنمیں انہوں نے صاف اقرار کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ چنانچہ آپ النبوۃ فی الاسلام ص ۲۴۸ پر لکھتے ہیں۔ "بیشک آپکی تحریروں میں ایسے الفاظ آجاتے ہیں۔ کہ میرا دعویٰ نبوت کا ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کے کوئی نہ کوئی تشریح یا توجیہ ایسی آجاتی ہے جس سے صاف سمجھ آجاتا ہے کہ صرف نبوت کا دعویٰ نہیں"۔ پھر لکھتے ہیں "جس قسم کی نبوت کا دعویٰ یہاں حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱، ۳۹۰ معلوم ہوتا ہے۔ (اس کی) دو ہی صورتیں ہیں"۔ (النبوۃ فی الاسلام ص ۳۰۲) اس کے علاوہ ریویو جلد ۷ ص ۲۹۲ پر لکھتے ہیں۔ "جھوٹے مدعی نبوت کو نصرت نہیں دی جاتی۔ بلکہ اسے ہلاک کر کے نیست و نابود کر دیا جاتا ہے اس طرح مرزا صاحب کے ساتھ نہیں کیا۔ پس جس شخص کیساتھ خدا تعالیٰ اپنی کتاب کے مقرر کردہ

---

۴ تو زمین کی بیٹے سے جھوٹوں والا سلوک نہیں کرتا بلکہ سچے رسولوں والا سلوک کرتا ہے۔ اس کی صداقت پر شہ کرتا خدا تعالیٰ اسے جنگ .... کرتا ہے۔ کیا مولوی محمد علی صاحب کی یہ تحریرات دیکھتے ہوئے اب بھی کسی کو اس امر میں شک ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اب صرف اصل حقیقت پر پردہ ڈالنے کیلئے ایسی ہی راہیں اختیار کر رہے ہیں۔ جن کو وہ پہلے اپنے ہاتھوں سے بند کر چکے ہیں۔ ہر وہ شخص جو ایک طرف مولوی صاحب کے اس مطالبہ کو دیکھیگا۔ کہ مرزا صاحب کی تحریرات میں دعویٰ نبوت کا لفظ دکھاؤ۔ اور دوسری طرف علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تمدن اسلام

اسلام اور غلامی

اس مضمون کی گزشتہ قسط میں اسلام سے قبل غلاموں کی ناگفتہ بہ حالت کا نقشہ پیش کیا جا چکا ہے۔ اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مختلف قوموں میں اپنی طاقت اور زور کی بناء پر دوسروں کو غلام بنانے کیا کیا طریق تھے۔ اور انسان کیسے کیسے ظالمانہ ذرائع سے اپنے جیسے انسان کی آزادی سلب کرتا تھا۔ اسلام نے آکر ان تمام خلاف انسانیت طریقوں کا انسداد کر دیا۔ اور کسی کو محض اس لئے کہ وہ کمزور اور بیکس ہے۔ غلام بنانے کی قطعی ممانعت کر دی۔ ہاں ایک صورت میں اس کی اجازت دی لیکن وہ اس قدر ضروری ہے۔ کہ کوئی منصف مزاج اسے سمجھ لینے کے بعد اسلام پر قطعاً یہ الزام نہیں لگا سکتا۔ کہ اسلام نے غلامی کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ بلکہ یہی کہے گا۔ کہ اسلام نے اس پہلو سے بھی بنی نوع انسان کے لئے نہایت مفید کام کیا ہے۔

کسی سمجھدار انسان کو اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ مذہب ہر انسان کی بہترین متاع ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے۔ جس سے انسانی پیدائش کی غرض و غایت پوری ہو سکتی ہے۔ اس بناء پر اگر اسے زندگی کی علت غائی قرار دیا جائے۔ تو بیجا نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جو لوگ مذہب کی اہمیت اور اس کی ضرورت جانتے ہیں۔ وہ دنیوی زندگی پر اسے ترجیح دیتے۔ اور اس کی خاطر اپنی جان قربان کر دینا اپنے لئے باعث فخر اور موجب سعادت دارین یقین کرتے ہیں۔

اب جو شخص کسی کو ایسی قیمتی اور اہم متاع سے جبراً محروم کر دینا چاہے۔ اسے زیادہ سے زیادہ سنگین سزا ملنی چاہیئے۔ اسلام ایسے شخص کو جو اپنی طاقت اور زور کے ساتھ اپنے مذہبی خیالات اور معتقدات کو دوسروں میں رواج دینا چاہے۔ دائرہ انسانیت سے خارج قرار دیتا ہے۔ کیونکہ اسلام کے نزدیک انسانیت کا مقام اس سے بہت بلند و بالا ہے۔ کہ جبراً دوسروں کے عقائد میں دخل دیا جائے۔ اور اپنی طاقت کے گھمنڈ میں کسی کے مذہب کو مٹانے اور اپنے مذہب کو پھیلانے کی کوشش کی جائے۔ اور اس میں کیا شک ہے۔ کہ جو شخص ایسا کرتا ہے۔ وہ انسانیت کے لئے باعث صد ننگ و عار ہے۔ اور اسلام ایسے لوگوں کو انسانیت کے لئے ایک خطرناک لعنت قرار دیتا ہوا اجازت دیتا ہے۔ کہ ان کی آزادی سلب کر لی جائے کیونکہ ان کی آزادی دراصل دوسروں کی بربادی ہے۔ اور انہیں آزاد چھوڑنا دوسروں کو پریشانیوں اور مشکلات میں مبتلا کرنے کے مترادف ہے۔ پس یہی ایک صورت ہے۔ جس میں اسلام نے آزادی سلب کرنے کی اجازت دی ہے۔ یعنی جب ایک قوم دوسری قوم سے جبراً اس کا مذہب چھڑانے اور اسے اپنے عقائد کا پابند بنانے کے لئے لڑائی کرے۔ تو ایسی تعدی کرنے والی قوم کے وہ لوگ جو عمداً اور عملاً ایسی ظالمانہ اور خلاف انسانیت جنگ میں شامل ہوں۔ گرفتار کر کے قید کئے۔ اور غلام بنائے جا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ خواہ مخواہ جنگ میں مبتلا کرنے کا خرچ ادا کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اگر جنگ دنیاوی ہو۔ اور اپنے مذہب کو جبر پھیلانے یا دوسرے کے مذہب کو جبر مٹانے کے لئے نہ کی جائے۔ بلکہ کسی دنیوی غرض کے پیش نظر کی جائے۔ یا اگر جنگ تو مذہبی ہو۔ مگر جنگ کرنے والی قوم کے بعض لوگ اس میں شامل نہ ہوں۔ یا اگر شامل بھی ہو۔ تو بعد میں اخراجات جنگ میں اپنا حصہ ادا کرنے پر آمادہ ہوں۔ تو ان صورتوں میں اسلام انہیں غلام بنانا ایک خطرناک جرم قرار دیتا ہے۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اسلام نے غلام بنانے اور غلام رکھنے کا دائرہ کس قدر تنگ کر دیا ہے۔ گویا یوں کہا جا سکتا ہے۔ کہ اسلام نے عملاً غلامی کو مٹا دیا۔ اور صرف اسی صورت میں اس کی اجازت دی ہے۔ جب اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں۔ لیکن انتہائی حالات میں اور کسی اور چارۂ کار کے نہ ہونے کی صورت میں اس کی اجازت دینے کے بعد متعدد طریق سے ایسے لوگوں کی آزادی کی تحریک کی ہے اور اس بات کا موقعہ بہم پہنچایا ہے۔ کہ کچھ عرصہ تک اس زندگی کا مزا چکھنے کے بعد اگر ان لوگوں کو ندامت محسوس ہو۔ ان کے اندر تبدیلی پیدا ہو جائے۔ تو ان کی آزادی کا امکان بھی ساتھ ساتھ پیدا ہوتا رہے۔ چنانچہ جو لوگ اسلامی شریعت سے واقفیت رکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ اسلام نے کس طرح متعدد مواقعہ پر فک رقبہ کی تحریک کی ہے۔ اور اسے گناہوں کا کفارہ قرار دیا ہے۔ پھر اس طرح بھی جو لوگ فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ ان کے تمتع کے لئے ایک اور صورت پیدا کی ہے۔ اور وہ مکاتبت کا طریق ہے یعنی اگر ایک غلام مقررہ تاوان کی رقم اپنی محنت مزدوری سے ادا کر دے۔ تو اسے آزادی حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ تو جہاں غلاموں کے لئے آزادی بخش ہے۔ وہاں اس سے یہ بھی فائدہ ہوتا ہے۔ کہ غلاموں کو اپنے ذہنی و دماغی ارتقاء اور خداداد قابلیتوں سے استفادہ کا خیال رہتا ہے۔ اور وہ مایوس ہو کر بالکل معطل اور از کار رفتہ نہیں ہو جاتے۔

اسلام نے اس قسم کی فیاضانہ مراعات دینے کے باوجود مسلمانوں کے لئے ایسی ایسی پابندیاں عائد کی ہیں۔ اور غلاموں کے لئے ایسی زندگی تجویز کی ہے۔ کہ جسے دیکھ کر بہت سے آزاد کہلانیوالوں کے منہ میں پانی بھر آنا قابل تعجب نہیں۔ اور مسلمانوں کے غلاموں کی زندگی پر دیگر اقوام کے ملازم اور آزاد پیشہ لوگ بھی رشک کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اسلام نے غلاموں کے ساتھ جس حسن سلوک اور ملاطفت کے برتاؤ کا حکم دیا ہے۔ وہ اس قدر نمایاں اور بین ہے۔ کہ مخالفین بھی اس کے اعتراف پر مجبور نظر آتے ہیں۔ چنانچہ عیسائی دنیا کی مستند اور جامع تصنیف انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد ۲۵ سابقہ ایڈیشن میں غلامی پر بحث کرتے ہوئے صاف الفاظ میں اعتراف کیا گیا ہے کہ مسلمانوں میں عموماً غلاموں کو کھیتوں میں کام کرنا نہیں پڑتا۔ بلکہ صرف خانگی خدمات سرانجام دینی ہوتی ہیں۔ غلام خاندان کا ایک فرد سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ محبت اور شفقت کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ اور یہ بالکل صحیح ہے۔ نبی آخر زماں بانیٔ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے لوگوں کا اس قدر خیال تھا۔ کہ آپ نے اپنی آخری وصیت میں بھی ان سے خاص شفقت و محبت کا برتاؤ کرنے کی تاکید فرمائی۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنے پیروؤں کو یہ تعلیم دی۔ کہ هو اخوانكم جعلهم الله تحت ايديكم فمن جعل الله اخاه تحت ايديه فليطعمه مما يأكل وليلبسه مما يلبس ولا يكلفه من العمل ما يغلبه فان كان ما يغلبه فليعينه عليه۔ یعنی غلام تمہارے بھائی ہیں۔ جن کو خدا تعالیٰ نے تمہارے ماتحت کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کسی کے بھائی کو اگر اس کا زیر دست بنائے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ اسے وہی کچھ کھلائے۔ جو وہ خود کھاتا ہے اور ویسا ہی پہنائے۔ جیسا خود پہنتا ہے۔ اسے کسی ایسے کام پر مامور نہ کرے۔ جو اس کی طاقت سے باہر ہو۔ اور اگر کسی ایسے کام پر لگائے تو خود بھی اس کی سرانجام دہی میں اس کی مدد کرے۔

غلاموں کے متعلق اسلام کی اس تعلیم سے ظاہر ہے کہ اسلام نے غلامی کی لعنت کو دور کرنے اور غلاموں کی حالت کی اصلاح کرنے کے لئے جو احکام دئے ہیں۔ وہ دنیا کے تمدن میں انقلاب عظیم پیدا کرنے والے ہیں۔ دوسرے مذاہب اور اقوام میں غلاموں کو انسانی درجہ ہی نہیں دیا جاتا تھا۔ انہیں نہایت ذلیل اور پست شمار کیا جاتا تھا۔ اور ان کی آئندہ نسلوں کو بھی ذلت اور رسوائی میں زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ جو دنیا کی تمدنی حالت کے لئے تباہ کن اور بربادی بخش طریق عمل تھا۔ مگر اسلام نے ان سب باتوں کا قلع قمع کر دیا۔ اور جہاں غلاموں کے لئے ایک نہایت تنگ دائرہ رکھا۔ وہاں اس دائرہ سے بھی مخلصی دلانے کے لئے کئی رستے تجویز کر دئے۔ اور یہ بتا کر کہ اصل عزت تقویٰ اور خشیت الٰہی میں ہے۔ غلاموں کو دوسرے انسانوں کے مساوی قرار دیا۔ اور ان کے لئے بھی عزت و توقیر کا راستہ کھلا رکھا۔ یہ اسی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ دنیوی اعزاز سے کسی مسلمان کو محض اس وجہ سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ کہ وہ غلام یا غلام زادہ ہے۔ آئندہ قسط میں انشاء اللہ العزیز ہم بتائیں گے۔ کہ ان لوگوں نے جو مسلمانوں کے ہاں غلاموں کی حیثیت میں آئے۔ اسلام کی برکت اور مسلمانوں کے حسن سلوک سے کیا کیا عروج پائے۔ نیز غلاموں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے سلوک کی چند مثالیں بھی پیش کریں گے ۔

نظارتوں کے اعلانات

مالی سال کا اختتام ۳۰ اپریل ۱۹۳۱ء کو ہے

تمام چندے ۳۰ اپریل تک قادیان پہونچ جائیں

جماعت احمدیہ کو یہ امر خوب معلوم ہے۔ کہ مالی سال ۳۰ اپریل کو ختم ہو جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ جو رقوم ۳۰ اپریل کی شام تک دفتر محاسب میں پہونچ جائیں۔ وہی مالی سال میں محسوب ہو سکتی ہیں۔ اس کے بعد یکم مئی یا اس کے بعد کی آنے والی رقوم نئے سال میں شمار کی جاتی ہیں۔ پس اس اصل کے ماتحت ہر جماعت کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ اپنا ہر قسم کا چندہ معہ تفصیل کے دفتر محاسب میں ۳۰ اپریل ۱۹۳۱ء کی شام تک پہونچا دے۔ تاکہ وہ رقم سال رواں کے بجٹ میں محسوب ہو سکے بیت المال دوران سال میں ہر جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا رہا ہے کہ اس سال تعریف کی مستحق وہی جماعت ہو سکتی ہے۔ جو اپنے اس بجٹ کو پورا کرے گی جو باشرح ہے۔ اور جو بجٹ باشرح بنتا ہے۔ اس کی اطلاع بھی بار ہا دوران سال میں دی جا چکی ہے۔ سہ ماہی ششماہی نوماہی حسابات بھیجنے کے علاوہ مختلف خط و کتابت میں بھی دفتر بیت المال نے اپنے اس فرض کو فراموش نہیں کیا۔ کہ وہ ہر جماعت کے سامنے اس کا بجٹ اور وصولی لاتا رہا ہے۔ تاکہ نہ صرف عہدیداران کو بلکہ جماعت کے دیگر احباب کو بھی بجٹ کے پورا کرنے کی طرف توجہ ہو۔ گو وقت کم ہے۔ تاہم میں جماعتوں کو ان کی وصولی اور بجٹ کی اطلاع دے رہا ہوں۔ تاکہ جماعتیں اس قلیل عرصہ میں اپنے اپنے باشرح بجٹ کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں سال رواں کے متعلق غالباً بیت المال کوئی اور اطلاع نہیں کر سکے گا۔ پس اس سال کے لئے میری یہ آخری اطلاع ہے کہ عہدیدار اور افراد مل کر کوشش کریں۔ کہ ان کے بقائے وصول ہو کر بجٹ پورا ہو جائے۔ لیکن یہ پھر بھی یاد رہے۔ کہ ۳۰ اپریل ۱۹۳۱ء کے بعد کی آئی ہوئی۔ قوم سال رواں کے بجٹ میں شمار نہیں ہونگی۔ اگر کوئی جماعت اپنی رقم بذریعہ تار بھیجے۔ تو اسے یاد رہنا چاہئے کہ وہ تار میں ہی تفصیل بھی دیدے ورنہ بغیر تفصیل کے ان کی رقم نہ داخل ہو گی۔ اور نہ سال رواں کے حساب میں محسوب ہو گی :: ناظر بیت المال ۱۳ اپریل

اعلان برائے زمیندار احباب

اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی جماعت میں زمیندار دوست کثرت سے ہیں۔ اب ان کے کام کا وقت آیا ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے ذمہ لی ہوئی رقم کو خدمت دین کے لئے ادا کریں۔

زمیندار احباب سے چندہ کی وصولی کا بہترین طریق یہی ہے۔ کہ غلہ برداشت کے وقت کھلیانوں سے وصول کر لیا جائے۔ اس کام کو پورے طور سے انجام دینے کے لئے یہ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ زمیندار جماعتوں میں سے ہر ایک گاؤں میں چند دوست ایسے مقرر کر دئے جائیں۔ جو کھلیانوں سے چندہ وصول کرنے کا انتظام کر سکتے ہوں۔ اور عہدیداران اور دیگر ذی اثر دوستوں کا کام ہو۔ کہ وہ پوری نگرانی رکھیں اور وصول کرنے والوں کی مدد فرماتے رہیں۔ کیونکہ درحقیقت یہ سب جماعت کا کام ہے۔ جب تک سب کا چندہ باقاعدہ وصول نہیں ہوتا جماعت کا بجٹ پورا نہیں ہو سکتا ::

بیت المال سے ہر ایک زمیندار جماعت کو اس کی باقاعدہ اطلاع بھیجی جا رہی ہے اخبار میں اس کا اعلان کرنے کی غرض یہ ہے کہ کسی وجہ سے اگر کسی جماعت کو اس کی اطلاع نہ ہو۔ تو وہ اپنی جماعت میں ایسے محصلوں کا تقرر فوراً کر لیں جو کھلیانوں سے ہی چندہ وصول کر سکیں۔ لیکن یہ ضروری ہو گا کہ ایسی جماعتیں بوایسی مجھے اطلاع دیں ::

ہر امیر جماعت یا سکرٹری مال سے میں امید کرتا ہوں۔ کہ نگرانی کے لئے غلہ وصول کرنے والے دوستوں سے دریافت فرماتے رہیں۔ کہ آیا وصولی باقاعدہ کی جا رہی ہے یا اس میں کوئی کوتاہی ہو رہی ہے۔ اگر کسی جگہ عہدیداران کو ایسا معلوم ہو۔ کہ وصولی میں پوری توجہ سے کام نہیں لیا جا رہا۔۔ تو فوراً وہاں مناسب انتظام کیا جائے۔ غلہ وصول کرنے کے بعد ایک جگہ پر جمع کرنے کا انتظام کیا جائے جہاں تک ہو سکے غلہ ڈھائی سیر فی من کی شرح سے وصول ہونا چاہئے۔ یہ بھی یاد رہنا چاہئے۔ کہ جو بجٹ آپ کی جماعت سے آچکا ہے۔ اور اس پر جو رقم بالشرح بنتی ہے۔ اس کا پورا کرنا آپ کی جماعت کا پہلا فرض ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فرائض سمجھنے اور ان کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین واللہ المستعان :۔ ناظر بیت المال ۱۳ اپریل

تبلیغ کیلئے سائیکلوں کی ضرورت

احباب کو معلوم ہے۔ کہ نظارت دعوۃ و تبلیغ نے ایک مخصوص علاقہ میں تبلیغ اسلام و احمدیت۔۔ کا کام شروع کر دیا ہے یہ علاقہ قریباً ایک سو بیس دیہات پر مشتمل ہے۔ اور کام کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوسرا وفد جو ۲۸ مبلغین پر مشتمل ہے۔ اس علاقہ میں جا چکا ہے۔ ان مبلغین کے کام کی غور و پرداخت اور نگرانی کرنے کے سر دست چھ انسپکٹر مقرر کئے گئے ہیں۔ جو ہفتہ میں دو تین مرتبہ اس علاقہ میں چکر لگاتے ہیں۔ اور اس امر کے متعلق نظارت ہذا میں رپورٹ دیتے ہیں۔ کہ مبلغین کام کر رہے ہیں یا نہیں۔ اور کہ کسی مبلغ کو کسی قسم کی تکلیف تو نہیں۔ انسپکٹروں کے اس معمولی دورہ کے علاوہ اکثر اوقات ہمیں فوری طور پر بھی بعض احباب کو مناظروں اور تقریروں کے لئے بھیجنا پڑتا ہے۔ اگر ایسے موقع پر سفر پیدل کیا جائے۔ تو دیر سے پہنچنے کی وجہ سے کام میں حرج اور نقص ہوتا ہے۔ اور اگر سواری کا انتظام کیا جائے۔ تو اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ اگر ہمارے پاس چند ایک سائیکل ہوں۔ تو اخراجات بھی بچ جاتے ہیں۔ اور کام بھی جلد اور مفید طریق سے ہو سکتا ہے۔ اس لئے صاحب ہمت احباب کو اس میدان کارزار کے سپاہیوں کی امداد ضروری سامان سے کرنی چاہئیے۔ اور سر دست مجھے اسی سامان کی ضرورت ہے۔ کہ احباب اپنے سائیکل اس میدان کے لئے وقف فرمائیں۔ امید ہے۔ کہ صاحب ہمت احباب نظارت دعوۃ و تبلیغ کی اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کی طرف توجہ فرمائیں گے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ ۱۶ اپریل

ضلع لدھیانہ کا دورہ

نظارت دعوۃ و تبلیغ نے چونکہ ایک خاص تبلیغی ضرورت کے ماتحت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقا پوری کو ضلع لدھیانہ سے واپس بلا لیا ہے۔ اور نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کب تک فارغ کئے جا سکیں۔ اس لئے سر دست ضلع لدھیانہ کے باقی مقامات کا دورہ اپنا موجودہ پروگرام ختم کرنے کے بعد مولوی عبد الرحمن صاحب مولوی فاضل کریں گے۔ جن کو ہدایات بھیج دی گئی ہیں۔ ضلع لدھیانہ کے احمدی احباب مطلع رہیں۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ ۱۶ اپریل

احمدیہ ڈائرکٹری کے متعلق اعلان

مجلس مشاورت ۱۹۳۱ء میں یہ تجویز پاس ہوئی ہے کہ تمام احمدی تاجروں۔ صناعوں۔ اور دیگر آزاد پیشہ لوگوں کے باہمی تعاون کے لئے ایک ڈائرکٹری مرتب کی جائے۔ اس ڈائرکٹری میں تمام ایسے لوگوں کو بلا لحاظ مالی حیثیت کے جمع کیا جائے۔ اس لئے تمام احمدی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان سے التماس ہے۔ کہ وہ بہت جلدی اپنے اپنے علاقہ کے تمام احمدی تجار۔ صناع۔ وکلاء۔ ڈاکٹر انجینئر اور ایسے لوگوں کے نام جو کہ کسی رنگ میں بھی بیکار لوگوں کو مفید مشورہ دے سکیں۔ مکمل پتے خوشخط لکھ کر دفتر ہذا میں ارسال کر دیں تاکہ جلد سے جلد اس کتاب کو شائع کیا جا سکے۔ نیز اگر کوئی صاحب اس کتاب میں اپنا اشتہار دینا چاہئیں۔ تو وہ اس بارہ میں دفتر امور عامہ سے خط و کتابت کریں :: ناظر امور عامہ

مراسلات

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

یہ امر کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان جماعت احمدیہ کا مرکزی سکول ہے۔ اسی صورت میں درست کہلا سکتا ہے۔ جبکہ اس میں ہندوستان کے ہر ایک صوبہ بلکہ ہر ایک ضلع کے طلباء تعلیم پاتے ہوں جب اس کی ہر ایک جماعت میں بنگالی۔ اردو۔ گجراتی۔ سندھی اور پشتو بولنے والے طلباء ایک اجنبی کو اپنی طرف مائل کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت پر دلیل مجسم بنے ہوئے ہوں مقامی طور پر اگر یہاں کئی ہزار طلباء بھی تعلیم پا رہے ہوں۔ تو یہ مرکزی سکول نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ اس سکول کی غرض جیسا کہ احباب کو معلوم ہے۔ مقامی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنا نہیں۔ بلکہ اصل غرض تمام جماعت کے نونہالوں کو اس زہر آلود ہوا سے بچانا ہے۔ جو دہریت کے جراثیم لئے ہوئے ہندوستان کے مشرق سے مغرب تک چل رہی ہے۔ اس کی علاوہ خالص احمدی طالب علموں میں وہ روح پھونکنا ہے۔ جو عین اسلامی روح ہے۔ اور سلسلہ کے قیام اور نشو و نما کے لئے ازبس ضروری ہے۔ پس ہر ایک احمدی کو جسے اللہ تعالےٰ نے صاحب اولاد ہونے کا فخر بخشا ہے۔ غور کرنا چاہیئے۔ کہ وہ کہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس منشار کو پورا کر رہا ہے۔

اس میں شک نہیں۔ کہ اس سال بعض احباب جماعت نے اپنے بچوں کو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بھیجا ہے۔ جس کے لئے ان کا بہت بہت شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ اور اضلاع لاہور۔ امرتسر۔ گوجرانوالا۔ سیالکوٹ۔ لائل پور اور ریاست جموں و کشمیر کے احباب نے میری آواز پر لبیک کہی ہے۔ مگر ابھی بہت سے اضلاع ایسے ہیں۔ جہاں سے ہمیں طلباء کے آنے کی امید ہے۔ پشاور۔ راولپنڈی۔ جہلم۔ گجرات۔ جالندھر۔ ہوشیار پور۔ لدھیانہ اور فیروزپور کے احباب ابھی تک اس طرف متوجہ نہیں ہوئے لیکن ہمیں قوی امید ہے۔ کہ والدین یا سرپرست اس سہولت اور آسائش کی طرف نظر نہیں رکھینگے۔ جو ان کو مقامی سکولوں میں اپنے بچے پڑھانے سے حاصل ہو جاتی ہے۔ بلکہ وہ تربیت اولاد کے اعلےٰ اصول پر عمل پیرا ہونگے۔ جو صرف قادیان میں ہی میسر ہو سکتے ہیں۔ مجلس مشاورت کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جماعت کے نمائندوں کو خاص طور پر توجہ دلائی تھی۔ کہ اپنے بچوں کو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بھیجیں۔ اس سے حضور کی غرض یہی تھی۔ کہ احمدی بچوں کی تربیت حضور کی زیر نگرانی ایسے رنگ میں ہو۔ کہ وہ جوان ہو کر سلسلہ کے لئے مفید اور بابرکت وجود ثابت ہوں۔ سلسلہ کی ضروریات کو سمجھنے والے۔ اس کے لئے دردمند دل رکھنے والے اور اس کے لئے جان و مال قربان کرنے والے ہوں۔ اور اپنے والدین کے لئے باقیات الصالحات کا نمونہ بنیں۔

یہ کہنا غیر ضروری ہے۔ کہ اس وقت تک سکول ہذا نے بہت سے قیمتی وجود پیدا کئے ہیں۔ جو اس وقت نہ صرف مرکز سلسلہ میں جماعت کے اہم فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ بلکہ بیرونی ممالک میں بھی تبلیغی فرائض باحسن وجوہ پورا کر رہے ہیں۔ اور خود ہندوستان کی مختلف احمدی جماعتوں میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔

سکول ہذا اس وقت بہترین سٹاف پر مشتمل ہے۔ ہر ایک استاد اپنے رنگ میں لائق۔ محنتی۔ اور فرض شناس ہے۔ ہر سال پہلے سال کی نسبت زیادہ ترقی کے آثار نظر آتے ہیں۔ اور اس وقت کئی ایک اصلاحیں جناب ہیڈ ماسٹر صاحب کے مدنظر ہیں۔ جو انشاء اللہ العزیز اپنے وقت پر پوری ہونگی۔ مگر ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ احمدی بچوں کے والدین بھی ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔ اور ہماری اصلاحی کوششوں سے اپنے بچوں کے لئے مستفید ہونے کے مواقع مہیا کریں۔ پس میں پھر احباب کی خدمت میں بڑے زور سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ تعلیم الاسلام میں اپنے بچوں کو بھیجکر ان کو وہ تربیت دلائیں۔ جو شریعت اسلام کے عین مطابق ہے۔ اور بانی سلسلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء راشدین کا منشاء ہے۔ (خاکسار علی محمد صابر بی اے بی ٹی)

غیر مبایعین کی فتنہ انگیزی

ڈاکٹر محمد یوسف خان صاحب امریکہ سے اپنی چٹھی بنام حضرت اقدس مورخہ ۵؍مارچ ۱۹۳۱ء میں تحریر فرماتے ہیں۔

گزشتہ شب خواب میں دیکھا پیغامی لوگ قادیان میں کوئی نیا فتنہ کھڑا کر رہے ہیں۔

خدا تعالےٰ ان لوگوں کو اپنے ارادوں میں خائب و خاسر رکھے۔ آمین۔

مسلمانان کوٹ مومن (ضلع سرگودھا) کا قابل تعریف عہد

مسلمانان کوٹ مومن ضلع سرگودھا نے ہندوؤں کی شرارتوں سے تنگ آکر یہ انتظام کیا ہے۔ کہ مسلمان ہر قسم کی ضروری اشیاء مسلمان دوکانداروں سے خریدیں۔ تمام مسلمانوں نے اس بات کا پختہ عہد کیا ہے۔ اور اس تحریک کے فوائد سے آگاہ ہو رہے ہیں۔ اگر یہ تحریک جاری رہی تو مسلمانوں کی حالت بہت کچھ سدھر جائیگی۔

(خاکسار۔ دوست محمد از کوٹ مومن)

اپیل برائے مظلوم مسلمانان کانپور

برادران اسلام:۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کانپور میں ۲۴؍مارچ ۱۹۳۱ء سے لیکر یکم اپریل ۱۹۳۱ء تک ہندو مسلم فساد کے سلسلہ میں مسلمانوں کے لئے جو دردناک حالات پیش آئے۔ وہ اخباری دنیا سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ اور ہم ان قیامت خیز واقعات کی تفصیل بیان کر کے مسلمانوں کے غم و غصہ میں اضافہ کرنا نہیں چاہتے جن کے سلسلہ میں صدہا مسلمان مارے گئے۔ صدہا مکانات دوکانات و مساجد آتشزدگی اور لوٹ سے شہید اور برباد کی گئیں۔ ہزاروں مسلمان بے خانماں ہو کر نان شبینہ کے محتاج ہیں۔ اور کثیر التعداد بے گناہ مسلمانوں کی گرفتاری کا سلسلہ جاری ہے جن کے نتائج کا مقابلہ کرنا مقامی مسلمانوں کی قوت امکان سے باہر ہے۔ اور منہدم اور سوختہ مساجد کی درستی و مرمت مقتولین کے بیکس یتیم بچوں اور بیواؤں کی کفالت بے خانماں خاندانوں کی امداد۔ بے گناہ مسلمانوں کے مقدمات کی پیروی وغیرہ وغیرہ کیلئے لاکھوں روپیہ کی فوری اور اشد ضرورت ہے۔ جس کیلئے جناب کی فیاضانہ اعانت و دستگیری کی سخت حاجت ہے۔ اس لئے ہم ارکین مسلم ریلیف کمیٹی تمام مسلمانان ہند سے بصد منت عاجزانہ درخواست کرتے ہیں کہ ایسے نازک موقع پر حسبۃً للہ کانپور کے مصیبت زدہ مسلمانوں کی مالی امداد فرمائیں۔ آپکی باموقع امداد سے ہماری بہت کچھ ہمت افزائی ہوسکیگی۔ جس کا اجر آپکو بارگاہ عزت سے دونوں جہان میں ملیگا۔ چندہ کی تمام رقوم بنام چارٹرڈ بنک کانپور یا بنام امین برادرس تاجران چرم پورہ ہیرامن کانپور آنی چاہئیں۔ جہاں سے حسب ضابطہ رسید دیجائیگی۔ دیگر خط و کتابت بنام سکرٹری مسلم ریلیف کمیٹی واقع ملکھی بازار کانپور ہونی چاہیئے۔

آپکی اعانت کے طالب ارکین مسلم ریلیف کمیٹی

(خان بہادر) ہدایت حسین (ایم ایل سی۔ بار ایٹ لا) پریذیڈنٹ ریلیف کمیٹی
(حافظ) محمد صدیق (وائس چیرمین میونسپل بورڈ) وائس پریذیڈنٹ ریلیف کمیٹی۔
(خانصاحب شیخ) محمد ابراہیم (آنریری مجسٹریٹ) وائس پریذیڈنٹ ریلیف کمیٹی۔
(مسٹر) محمد حنیف سکرٹری ریلیف کمیٹی۔
(مولوی) غلام محی الدین (آف امین برادرس) خازن ریلیف کمیٹی۔
(خان بہادر حافظ) محمد حلیم (ممبر کونسل آف اسٹیٹ) ممبر
(مسٹر) محمد بشیر (بار ایٹ لا۔ آنریری مجسٹریٹ) ممبر
(خان بہادر حاجی) عبدالقیوم (آنریری مجسٹریٹ) ممبر
(سید) محمد رضا (آنریری مجسٹریٹ) ممبر
(خان بہادر سید) بشیر الدین احمد (میونسپل کمشنر) ممبر
(حاجی) دلدار خان (آف کانپور ٹینری) ممبر
(حافظ) محمد ہاشم (آف میسرز ایم ہاشم اینڈ سنز) ممبر
(شیخ) محمد حنیف (میونسپل کمشنر) ممبر
(شیخ) محمد رفیق (آف میسرز محمد رفیق اینڈ سنز) ممبر

مولی اعلیٰ علی مکمل قرآن کریم فرنچ انگریزی میں

صدیوں کی خواہش پوری ہو گئی

وہ شہرۂ آفاق انگریزی۔۔ کتاب جس کی ضرورت صدیوں سے محسوس ہو رہی تھی۔ اور جس کے لئے یورپ مدتوں سے منتظر تھا۔ آج قریبا (۵۰۰) پانچ سو صفحات پر عمدہ طباعت و کتابت سے مزین ۱۵ بہترین خوش رنگ تصاویر کے ساتھ طیار و مکمل موجود ہے ؛؛

اس کتاب کی تمہید کو نو مسلم مبلغ اسلام ڈاکٹر خالد شیلڈرک آف لندن نے لکھا ہے علیٰ ہذا القیاس دیباچہ مسٹر بشیر حسین صاحب قدوائی گدیہ مبلغ اسلام نے قلمبند کیا ہے۔ واقعی قیمتی جواہر کوڑیوں کے دام فروخت ہو رہے ہیں۔ علاوہ اس کے مسٹر قاسم علی جیراز بھائی آف بمبئی کا سبق آموز مضمون بھی اسی کتاب کے ساتھ سونے پر سہاگے کا کام دے رہا ہے۔ اور سب سے زیادہ خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مصنف نوجوان عرب مشہور مبلغ اسلام دجینا لٹ مسٹر محمد علی الحاج سالمین ایم۔ ایس۔ پی ایل اللندن ہیں جنہوں نے اپنی عمر گرامی محض اسلام اور قرآنی لٹریچر کے پھیلانے پر موقوف کر رکھی ہے ؛؛

عمدہ کتابت ! نفیس و موٹا انگلش کاغذ !! بہترین جلد !!!

پتہ :-

مینیجر قاسم علی جیراز بھائی

رحیم مینشن نمبر ۱ قلابہ کاز وے فورٹ بمبئی

قیمت صرف پانچ روپیہ (علاوہ محصولڈاک)

تجارت کرو اور فائدہ اٹھاؤ

عید برات اور اہل و عیال کی ضروریات

پوشیدنی ارزاں قیمت میں پوری کرو

کٹ پیس کا تازہ چالان جس میں نئے ڈیزائن۔ اعلیٰ اور عمدہ قسم کا کم خرچ بالا نشین مال ہے۔ آگیا ہے۔ نرخ مقابلتاً ارزاں ہیں۔ ہماری پچاس روپیہ مالیت کی چھوٹی گانٹھ کے کٹ پیس آپ کے یکصد روپیہ کے پارچات تیار ہو سکیں گے۔ دوکاندار اور بیوپاری دو صد روپیہ مالیت کی گانٹھ بطور نمونہ منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔ کرایہ مال گاڑی بذمہ کمپنی ہوگا۔ زر چہارم ہمراہ آرڈر پیشگی آنا ضروری ہے۔ کل رقم پیشگی موصول ہونے پر ۲ روپیہ فیصدی کمیشن ملیگا تنخواہ یا کمیشن پر کام کرنے والے ایجنٹوں کی ہر مقام کیلئے ضرورت ہے۔ آرکا ٹکٹ بھیج کر ہماری تازہ لسٹ اور قواعد طلب کریں ؛؛

ملنے کا پتہ :- **امریکن کمرشیل کمپنی بمبئی نمبر ۱۱**

موت سے زیادہ تکلیف دہ بیماریاں ہوتی ہیں!

موت ایک بار آتی ہے۔ اور بیماریاں ہر روز ستاتی ہیں۔ موت کا علاج ناممکن ہے

مگر بیماریاں دوا سے دور ہو جاتی ہیں

ہمارے حکیم اور ڈاکٹر ایک بیماری کے لئے سینکڑوں دوائیں تجویز کرتے ہیں لیکن جرمنی کے مشہور ڈاکٹر نے سینکڑوں بیماریوں کو آن واحد میں دور کر دینے والی دوا تیار کی ہے۔ جو زود اثر ہے' بے خطا ہے' سستی ہے۔ اور ہر جگہ مل سکتی ہے۔ اس قابل تعریف دوا کا نام

ایرول

ہے۔ جو سر سے لیکر پاؤں تک کی ہر چھوٹی بڑی بیماری کا واحد اور تیر بہدف علاج ہے' ایک بار تجربہ کیجئے۔ پھر طبیبوں کی خوشامد اور روپیہ ضائع کرنے کی ضرورت نہ رہیگی۔ ایرول ہر بڑے شہر کے دوا فروش سے مل سکتی ہے۔ یا براہ راست ہم سے طلب کریں۔

ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے!

ایرول کی قیمت بڑی شیشی دو روپے۔ درمیانہ سائز ایک روپیہ چار آنہ۔ چھوٹی شیشی بارہ آنے

سول ایجنٹس **جی۔ ایس۔ ادر اینڈ کمپنی ملا۔ چاندنی چوک دہلی**

سیرۃ النبی جلد ثالث پر تنقیدی نظر

ہر احمدی پر اس کا دیکھنا فرض ہے۔ باعث ازدیاد ایمان ہوگا۔ جس میں سیرت النبی جلد ثالث پر ناقدانہ نظر ڈال کر ڈاکٹر محمد عمر صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ایم۔ ایس نے ان لغزشوں پر علمی روشنی ڈالی ہے جو مصنف نے اس معرکۃ الآرا کتاب میں کی ہیں اور یہ ضروری کر دیا ہے کہ جو لوگ سیرۃ النبی جلد ثالث پڑھیں۔ وہ اس تنقید پر بھی نظر ڈالیں اس کتاب کی صرف چند کاپیاں باقی ہیں۔ قیمت فی جلد ۸ ملنے کا پتہ :- **شوکت تھانوی نزد محل امام باڑہ آغا باقر لکھنؤ**

مفت انعام

اپنے شہر اور علاقہ کے یکصد معززین و رؤسا و بیزدہ کاندار ان و تاجران پارچہ کٹ پیس و زمینداران کے نام بھیجنے والوں میں بذریعہ قرعہ اندازی یکم مئی ۱۹۳۱ء کو تقسیم ہونگے

پہلا انعام :۔۔ ایک تھان لٹھا و ایک پونڈ کٹ پیس۔ دوسرا انعام ایک تھان لٹھا تیسرا انعام ایک پونڈ کٹ پیس ؛ **دی اینگلو امریکن ٹریڈنگ کمپنی بمبئی نمبر ۸**

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس

(۱) سینئر گورنمنٹ انسپکٹر کی منظوری کے تابع ۲۰ ماہ حال سے جنیبوٹ خوشاب ریلوے پر شاہ پور شہر اور خوشاب کے درمیان مسافر گاڑیوں کی آمد و رفت شروع ہو جائے گی۔ اسی تاریخ سے ۲۶۳ اپ اور ۲۶۵ اپ ۲۶۴ ڈاؤن اور ۲۶۶ ڈاؤن مسافر گاڑیاں جو اب سرگودھا اور شاہ پور کے درمیان چلتی ہیں۔ خوشاب تک آیا جایا کریں گی ان کے اوقات حسب ذیل ہوں گے۔

۲۶۴ ڈاؤن	۲۶۶ ڈاؤن		نام سٹیشن		۲۶۳ اپ	۲۶۵ اپ
۱۳ بجکر ۵۴ منٹ	۱۰ بجکر ۲۵ منٹ	روانگی	خوشاب	آمد	۱۲ بجکر ۱۵ منٹ	۱۸ بجکر ۵۵ منٹ
۱۴ " ۳ "	۱۰ " ۴۲ "	آمد	شاہپور شہر	روانگی	۱۱ " ۵۷ "	۱۸ " ۳۷ "
" " ۱۳ "	" " ۵۲ "	روانگی		آمد	۱۱ " ۴۷ "	۱۸ " ۲۳ "
۱۵ " ۴۰ "	۱۱ " ۳۵ "	آمد	سرگودھا	روانگی	۱۰ " ۲۵ "	۱۶ " ۴۳ "

درمیانی سٹیشنوں سے اوقات آمد و روانگی کے وہاں سٹیشن ماسٹروں سے دریافت کئے جا سکتے ہیں

(۲) یکم مئی ۱۹۳۱ء سے نارتھ ویسٹرن ریلوے پر گاڑیوں کے اوقات آمد و روانگی میں بڑی اہم تبدیلیاں ہونگی

(۳) ۱۵ اپ و ۱۶ ڈاؤن فرنٹیئر میل جو براہ بی۔ بی اینڈ سی۔ آئی کرنال سے ہوتی ہوئی پشاور چھاؤنی اور بمبئی سنٹرل کے درمیان چلتی ہیں۔ وہ اب سہارنپور سے ہوتی ہوئی چلا کریں گی

(۴) ۱۷ اپ و ۱۸ ڈاؤن بمبئی۔۔۔۔ وکٹوریہ ٹرمینس اور لاہور کے درمیان براہ جی آئی۔ پی چلتی ہیں۔ دہلی اور پشاور کے درمیان ۱۵ اپ و ۱۶ ڈاؤن۔ فرنٹیئر میل کے ساتھ ملحق ہو کر چلا کریں گی۔

(۵) ۶ اپ ۶ ڈاؤن کلکتہ میل نارتھ ویسٹرن ریلوے پر لاہور اور پشاور چھاؤنی کے درمیان منسوخ کر دی جائیں گی۔ (۶) ۲۷ اپ اور ۲۸ ڈاؤن بنگال ایکسپریس نارتھ ویسٹرن ریلوے پر سہارنپور اور لاہور کے درمیان منسوخ کر دی جائیگی۔ (۷) ۳۱ اپ و ۳۲ ڈاؤن بمبئی ایکسپریس جو بمبئی سنٹرل اور لاہور کے درمیان براہ بی۔ بی اینڈ سی۔ آئی بھٹنڈہ سے ہوتی ہوئی چلتی ہیں۔ دہلی اور لاہور کے درمیان منسوخ کر دی جائینگی۔ لیکن اس کے تیسرے درجے کے ڈبے ۵۵ اپ اور ۵۶ ڈاؤن بمبئی ایکسپریس کے ساتھ دہلی اور پشاور کے درمیان ملحق کر دئے جائیں گے۔ اور یہ گاڑیاں سہارنپور سے ہوتی ہوئی آیا جایا کریں گی۔ (۸) ۴۳ اپ اور ۴۴ ڈاؤن ایکسپریس گاڑیاں جو آج کل کراچی شہر اور لاہور کے درمیان براستہ ... ہوتی ہوئی چلتی ہیں عام مسافر گاڑیاں بنا دی جائینگی اور دریا خان کی راہ سے آیا جایا کرینگی

(۹) ۴۵ اپ اور ۴۶ ڈاؤن سندھ ایکسپریس کراچی شہر اور جیکب آباد کے درمیان منسوخ کر دی جائیں گی۔ (۱۰) یکم مئی ۱۹۳۱ء سے "تھرو سروس" کے ڈبوں کے سلسلہ میں حسب ذیل تبدیلیاں عمل میں آئینگی

درجہ	سروس	موجودہ گاڑیوں کے ساتھ	مجوزہ تبدیلی
اول و دوئم	پشاور چھاؤنی سے وکٹوریہ ٹرمینس تک	۱۶ ڈاؤن و ۱۸ ڈاؤن	اب صرف ۱۶ ڈاؤن کے ساتھ تھرو سروس ہوگی۔
"	وکٹوریہ ٹرمینس سے پشاور چھاؤنی تک	۱۷ اپ و ۱۱۵ اپ	" " ۱۵ اپ " " " "
"	پشاور چھاؤنی سے ہوڑہ تک۔	۶ ڈاؤن و ۳۲ ڈاؤن	" ۱۰۲ ڈاؤن " ۱۶ ڈاؤن و ۳۲ ڈاؤن "
"	ہوڑہ سے پشاور چھاؤنی تک	۱۰۱ اپ و ۵ اپ	" ۱۰۱ اپ ۱۵ اپ اور ۳۱ اپ " "
"	کالکا سے وکٹوریہ ٹرمینس تک وکٹوریہ ٹرمینس سے کالکا تک لاہور سے جموں توی تک	۲۶ ڈاؤن و ۱۸ ڈاؤن ۱۷ اپ " ۲۵ اپ ۵۷ اپ	اب صرف ۲۶ ڈاؤن کے ساتھ تھرو سروس ہوگی " " ۱۷ اپ " کی بجائے ۳۳ اپ کے ساتھ تھرو سروس ہوگی
درجہ اول دوئم انٹر و تھرڈ	راولپنڈی سے ماڑی انڈس تک ماڑی انڈس سے راولپنڈی تک	— —	۲۲۵ اپ ۲۶ ڈاؤن اور ۲۲۳ اپ کے ساتھ تھرو سروس ہوگی ۲۲۴ ڈاؤن ۲۳ اپ ۲۲۷ اپ اور ۲۲۶ ڈاؤن "

(۱۱) تھرو سروس کے حسب ذیل ڈبے منسوخ کر دئے جائیں گے۔

درجہ	سروس	موجودہ گاڑیوں کے ساتھ	
انٹر و تھرڈ	لاہور سے ماڑی انڈس تک	۱۰۵ اپ ۲۶ ڈاؤن اور ۲۲۳ اپ	
"	ماڑی انڈس سے لاہور تک	۲۲۴ ڈاؤن ۲۷ اپ ۱۰۶ ڈاؤن	
"	پشاور چھاؤنی سے کراچی شہر تک	۲۴ ڈاؤن " ۸ ڈاؤن	انٹر و تھرڈ کراچی شہر سے پشاور چھاؤنی تک ۷ اپ اور ۲۳ اپ
"	پشاور چھاؤنی سے کوئٹہ تک	۳۴ ڈاؤن ۸ ڈاؤن ۱۰۱ اپ	لاہور اور پشاور چھاؤنی کے درمیان ۳۴ ڈاؤن
"	کوئٹہ سے پشاور چھاؤنی تک	۱۰۲ ڈاؤن ۷ اپ ۳۳ اپ	اور ۳۳ اپ پر تھرو سروس کے ڈبے منسوخ کر دئے جائیں گے

(۱۲) درجہ اول و دوئم کے مسافروں کے لئے حسب ذیل گاڑیوں کے ساتھ ڈائننگ کار ملحق ہوا کریگی

۹ اپ اور ۱۰ ڈاؤن	میل گاڑی کراچی اور لاہور کے درمیان	۷ اپ اور ۸ ڈاؤن	میل گاڑی کراچی اور سکھر کے درمیان۔
۱۵ اپ فرنٹیئر میل	لاہور اور پشاور چھاؤنی کے درمیان	۱۶ ڈاؤن فرنٹیئر میل "	پشاور چھاؤنی اور امرتسر کے درمیان
۵ اپ میل گاڑی	لدھیانہ اور لاہور کے درمیان	۶ ڈاؤن میل گاڑی	لاہور اور لدھیانہ کے درمیان

(۱۳) ہندوستانی مسافروں کیلئے کھانے کے سامان کی گاڑی لاہور اور دہلی کے درمیان ۳۱ اپ اور ۳۲ ڈاؤن کی بجائے اور ۲۷ اپ اور ۲۸ ڈاؤن ڈیرہ دون پسنجر ٹرین کے ساتھ جالندھر شہر راولپنڈی تک جائیگی۔ (۱۴) مذکورہ بالا تغیرات اور دیگر تبدیلیوں کی تفصیلات کیلئے نئے ٹائم ٹیبل ملاحظہ فرمائیے۔ جو ۲۷ اپریل تک بڑے بڑے سٹیشنوں کی بک سٹالوں پر فروخت کے لئے مہیا ہو جائیں گے۔

این۔ ڈبلیو۔ آر ہیڈ کوارٹرس آفس
لاہور مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۱ء

سی۔ ایس۔ ایم سی۔ واٹسن کرنیل
چیف اوپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— ۱۷ اپریل کی صبح لارڈ ولنگڈن نئے وائسرائے ہند بمبئی میں جہاز سے اُترے۔ بمبئی کارپوریشن نے آپ کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا جس کے جواب میں آپ نے کہا۔ ہمارے سامنے جو مشکلات ہیں۔ وہ اسی صورت میں عبور کی جاسکتی ہیں۔ کہ ہندوستانی وفاداری اور دوستی کا اظہار کریں۔ اور اسی طریق سے ہم ذمہ وار گورنمنٹ کی منزل کی طرف جاسکتے ہیں۔ نئے وائسرائے کی آمد پر ہم جماعت احمدیہ کی طرف سے خوش آمدید کہتے اور دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ ان کا عہد اہل ہند کے لئے مبارک بنائے۔

—— ۱۶ اپریل کو گاندھی جی نے لارڈ اردن سے آخری ملاقات کی۔ وائسرائے نے آپکے گول میز کانفرنس میں شامل ہونے پر زور دیا۔ سُنا ہے۔ گاندھی جی نے کہا۔ اگر ہندو مسلم تصفیہ نہ ہوا تو میں کانفرنس میں شامل نہیں ہوں گا۔

—— ۱۶ اپریل کو بمبئی میں لارڈ اردن کو تین سپاسنامے پیش کئے گئے۔ جن میں سے ایک مسلمانوں کی طرف سے تھا۔ آپ نے اس کے جواب میں کہا۔ میں اکثریت کو ذاتی مشورہ دوں گا۔ کہ وہ اقلیتوں کی بداعتمادی اور خدشات دور کر دے خواہ ان کے مطالبات کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔

—— مولوی ظفر علی نے لکھنؤ میں منعقد ہونے والی نیشنلسٹ کانفرنس کو مشورہ دیا ہے۔ کہ آئندہ دستور اساسی کے نفاذ پر پہلے دس سال تک جداگانہ طریق انتخاب کی حمایت کر کے باہمی اختلاف کو رفع کرے۔

—— ۱۶ اپریل کو لاہور کے قریباً ڈیڑھ سو مسلمان بصورت وفد مولوی ظفر علی خان کے پاس گئے۔ اور درخواست کی۔ کہ مسلمانوں کی مختلف الخیال جماعتوں کو ایک رشتۂ اتحاد میں منسلک کرنے کی صورت پیدا کی جائے۔ اس موقعہ پر طے پایا۔ کہ مولانا شوکت علی۔ ڈاکٹر اقبال۔ سید حسرت موہانی۔ مولوی شفیع داؤدی۔ ابوالکلام آزاد۔ ڈاکٹر انصاری۔ مفتی کفایت اللہ اور مولوی عبدالقادر کو لاہور آنے کی دعوت دی جائے۔ تا ان کے مشورہ سے پروگرام مرتب کیا جاسکے۔

—— زمیندار کی تازہ اشاعت میں یہ حیرت انگیز انکشاف کیا گیا ہے۔ کہ ڈاکٹر عالم کو کانگریس نے چار ہزار روپیہ دیا ہے۔ غالباً یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے حال میں اعلان کیا ہے۔ میں گاندھی جی کا پجاری ہوں۔ اور اپنے آپ کو ان کے ہاتھ پر بیچ چکا ہوں۔ ڈاکٹر عالم جیسی اندھا دھند تقلید یقیناً کانگریس کی زرپاشی کا نتیجہ ہی ہو سکتی ہے۔

—— ایک بنگالی کلکتہ سے آرہا تھا۔ کہ سہارنپور میں کچھ خریدنے کے لئے پلیٹ فارم پر اُترا۔ اتنے میں گاڑی چل دی۔ اور وہ رہ گیا۔ اس نے سٹیشن ماسٹر انبالہ کو تار دیا۔ کہ میرا سامان اُتار لیا جائے۔ مگر جب ریلوے والوں نے سامان اتارا۔ تو انہیں کچھ شک گزرا۔ اور تلاشی لینے پر اس سے چھ پستول اور کچھ بارود نکلا۔ چنانچہ انبالہ پہنچنے پر اسے گرفتار کر لیا گیا۔

—— شاہ ہسپانیہ کے تخت سے دست بردار ہونے کی خبر گزشتہ پرچہ میں دی جاچکی ہے۔ معلوم ہؤا ہے۔ وہ اپنے اہل وعیال سمیت پیرس پہنچ گئے ہیں۔ البتہ واپس آنے کی امید ظاہر کی ہے۔ جمہوری حکومت کے صدر نے تمام سیاسی قیدی رہا کر دیئے ہیں۔

—— بھگت سنگھ وغیرہ کی چِتا کی جگہ کے پاس پولیس کی چوکی بٹھادی گئی ہے جس میں ایک نکو سپاہی ہیں۔ اور دو مجسٹریٹ بھی ہر وقت ڈیوٹی پر رہتے ہیں۔ کسی کو وہاں جانے نہیں دیا جاتا۔

—— پارلیمنٹ میں سوال کیا گیا۔ کہ لنڈن کے بعض ہوٹل رنگدار مہمانوں کو اپنے ہاں نہیں ٹھہرنے دیتے جس سے ان کی ہتک ہوتی ہے۔ انہیں بذریعہ قانون اس سے روکا جائے۔ افسر متعلقہ نے جواب دیا۔ کہ وہ کوئی ایسی ہدایات جاری نہیں کر سکتا۔ یہ ہے یورپین تہذیب میں مساوات انسانی کا نقشہ۔

—— ۱۶ اپریل کو کنسرویٹو پارٹی کے لیڈر نے لیبر گورنمنٹ پر بدیں وجہ بے اعتمادی کا ووٹ پیش کیا۔ کہ وہ بیکاری کے متعلق اپنے وعدے پورے نہیں کر سکی۔ مگر یہ تحریک ۲۵۱ کے مقابلہ میں ۳۰۵ آراء کی کثرت سے گر گئی۔ اور اس طرح مزدور گورنمنٹ قدامت پسندوں کے ایک اور حملہ سے بچ گئی۔

—— پشاور کی اطلاع ہے۔ کہ ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے ایک گاؤں پر حملہ کیا۔ اور ایک رات میں تین مکانات لوٹ لئے۔ اور ہزاروں کا مال لے گئے۔

—— آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے اجلاس منٹگمری میں مخلوط انتخاب کی تائید کی گئی تھی۔ مجلس استقبالیہ کے سکرٹری صاحب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ یہ قرارداد ایک سمجھوتہ کی صورت میں پاس کی گئی تھی۔ لیکن اسے ہندوستان کے شیعوں کے متفقہ خیالات کی ترجمانی نہیں کہا جاسکتا۔ اکثر ذمہ وار اور مقتدر شیعہ جداگانہ انتخاب کے حامی ہیں۔

—— میڈیکل سکول آگرہ کے تین ہندو طلباء فسادات کے سلسلہ میں ماخوذ ہونے کی وجہ سے امتحان کے لئے پوری پوری تیاری نہ کر سکے تھے۔ اس لئے طلباء نے پرنسپل سے درخواست کی۔ کہ امتحانات ملتوی کر دیئے جائیں۔ مگر انسپکٹر جنرل نے یہ درخواست نامنظور کر دی۔ چہارشنبہ کو جب امتحان شروع ہؤا۔ تو طلباء کمرہ امتحان میں گھُس گئے۔ اور سوالات کے پرچے پھاڑ ڈالے۔ پولیس نے آکر حالات پر قابو پایا۔ امتحان ملتوی کر دیا گیا ہے۔

—— آل انڈیا آدی دھرم منڈل کا اجلاس لائل پور میں سٹر ایم۔ اے غنی کی صدارت میں ہؤا۔ اچھوت اقوام کے چھ سات ہزار نمائندے موجود تھے۔ کئی قراردادیں منظور ہوئیں۔ سکھوں اور ہندوؤں کے خلاف اظہار نفرت کیا گیا۔ اور ان سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ وہ ان اقوام سے چھوت چھات چھوڑ دیں۔ ورنہ یہ بھی ان کا مقاطعہ کر دینگی۔ منوسمرتی کی ضبطی کا حکومت سے مطالبہ کیا گیا۔

—— ۱۷ اپریل کو گاندھی جی نے گورنر بمبئی سے ملاقات کی۔ اور ضبط شدہ جائدادوں کی واپسی اور سیاسی قیدیوں کی رہائی کے متعلق گفتگو کی۔ گورنر نے تحقیقات کا وعدہ کیا۔

—— معلوم ہؤا ہے۔ کہ بولٹن میں ان ہندوستانی پھیری والوں کے مقاطعہ کی تحریک ہو رہی ہے۔ جو ہندوستان کی ساختہ اشیاء فروخت کرتے ہیں۔ مقاطعہ کی وجہ یہ ہے کہ ان کی موجودگی مقامی دوکانداروں کے لئے نقصان کا موجب ہے۔ اسے کانگرسی مقاطعہ کا جواب سمجھنا چاہیئے۔

—— کہا جاتا ہے۔ کہ لارڈ اردن کی سپیشل ٹرین جب بڑودہ کے قریب پہنچی۔ تو زور سے آواز آئی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ کسی نے بم پھینکنے کی کوشش کی۔ مگر چونکہ پہرہ زبردست تھا۔ اس لئے حملہ آور کامیاب نہ ہو سکے۔

—— گاندھی جی اور ورکنگ کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ غیر ملکی کپڑے پر پکٹنگ کو زیادہ سخت کیا جائے۔ اور مزدوروں کو تحریک کی جائے۔ کہ وہ اسے ایک جگہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ نہ لے جائیں۔ اور انہیں بتا دیا جائے۔ کہ جو مزدور ایسا کریگا۔ اس کے خلاف بھی پکٹنگ کیا جائیگا۔

—— معلوم ہؤا ہے۔ منشی گنج میں پولیس نے ڈاکوؤں کے ایک گروہ کو گرفتار کیا۔ جس سے کئی بم۔ بندوقیں اور تلواریں برآمد ہوئیں۔

—— عید کے موقعہ پر فساد کے احتمال کو کم کرنے کے لئے الہ آباد میں دس آدمیوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ کیونکہ ان کی آزادی امن عامہ کے لئے خطرناک سمجھی گئی ہے۔

—— کہا جاتا ہے۔ ۲۴ اپریل کو گورنر پنجاب جب میانوالی جائیں گے۔ تو وہاں اپنے حملہ آور ہری کشن کو بھی دیکھیں گے۔

—— مقررہ پروگرام کے مطابق لارڈ ولنگڈن جدید وائسرائے ہند ۷ مئی کو شملہ پہنچینگے۔

—— سرحد کے کانگرسی لیڈروں نے صدر نیشنلسٹ کانفرنس لکھنؤ کو ایک چٹھی لکھی ہے۔ کہ صوبہ سرحد کی پیچیدہ صورت حالات کے باعث ہم اس کانفرنس میں شامل نہیں ہو سکتے۔ آپ آئندہ آئین میں مسلمانوں کے مفاد کی حفاظت کی کوشش کریں:

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)